لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

ذکر الٰہی، دعاؤں، باہمی محبت واخوّت اور خدمت کے روحانی ماحول میں
جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

۵۹ ممالك کے سترہ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

قرآن مجید، احادیث نبویه اور حضرت اقدس مسیح موعود علیه السلام کے

ارشادات اور پرحکمت نصائح پر مبنی سیدنا حضرت امیرالمومنین

خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز کے زندگی بخش خطابات

موسلادھار بارش کی طرح برسنے والے افضالِ الٰہیہ کا روح پرور تذکرہ

گزشتہ سال میں ۲۵۶۲ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ

عالمی بیعت میں ۹۳ ممالك سے ۲۲۳ قوموں کے

۵۰ لاکھ ۴ ہزار ۵۹۱ افراد کی شمولیت

جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۳ واں جلسہ سالانہ ۳۱ رجولائی، یکم اور دو اگست ۱۹۹۸ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ سرے میں اپنی تمام تر بلند روایات کے ساتھ ذکر الٰہی، دعاؤں، باہمی اخوت اور خدمت کے روح پرور ماحول میں بخیر وخوبی انعقاد پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address change's to:

THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

[redacted]

ایک مرکزی جلسہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، دنیا کے تمام براعظموں سے نمائندگان نے شمولیت کی اور اپنے محبوب امام سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ کے خطبات و فرمودات سے براہ راست فیضیاب ہوئے۔

جلسہ کے ایام میں پنجگانہ نمازوں کے التزام کے علاوہ خصوصیت سے باجماعت نماز تہجد اور درس و تدریس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ حسب سابق جلسہ کے آخری روز غیر مسلموں کے ساتھ انگریزی زبان میں ایک دلچسپ مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے حاضرین کے سوالات کے جواب ارشاد فرمائے۔

عالمی بیعت کی تقریب بھی گزشتہ چند سال سے جلسہ سالانہ کا ایک خاص پروگرام ہے جس میں دوران سال جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کی نمائندگی میں مرکزی طور پر اکٹھی بیعت لی جاتی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں ایم ٹی اے کے توسط سے نومبایعین بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اور بیک وقت اپنی اپنی زبانوں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی اقتداء میں بیعت کے الفاظ دہراتے ہیں۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ ۵۰ لاکھ سے زائد افراد نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۹۳ء سے جب کہ پہلی مرتبہ عالمی بیعت کے سلسلہ کا آغاز ہوا اب تک مجموعی طور پر ایک کروڑ سے زائد افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالمی بیعت کا یہ نظارہ نہایت ہی وجد آفرین ہوتا ہے۔ عالمی بیعت کے بعد تمام افراد نے سجدہ شکر کیا اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں پر اس کی حمد اور تسبیح کی۔

جلسہ کے تمام پروگراموں میں سب سے اہم اور مرکزی حیثیت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطابات اور آپ سے ملاقات کے پروگراموں کو حاصل ہوتی ہے۔ ہزاروں افراد نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس جلسہ میں خطبہ جمعہ کے علاوہ چار خطابات ارشاد فرمائے جن میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی تائید و نصرت کے نہایت دلچسپ ایمان افروز واقعات کے علاوہ احمدی خواتین کی تبلیغی و تربیتی میدان میں عظیم خدمات اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا نہایت ہی دلنشین اور پر اثر ذکر شامل تھا۔

جلسہ سے کئی ماہ قبل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے سینکڑوں رضاکار خدام، اطفال اور انصار نے وقار عمل کے ذریعہ بڑی محنت سے بیسیوں گھنٹے صرف کر کے جلسہ کی تیاری اور اسلام آباد کی تزئین و آرائش اور دیگر انتظامات کی خدمت انجام دی۔ اسی طرح دوران جلسہ مختلف شعبہ جات میں بڑے ولولہ اور جوش اور اخلاص کے ساتھ مفوضہ فرائض کو ادا کیا۔

جلسہ سے ایک روز قبل انٹرنیشنل تبلیغی سیمینار بھی منعقد ہوا جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے نمائندگان نے شرکت کی اور اپنے تجربات اور ایمان افروز واقعات پیش کئے۔

جلسہ میں مختلف ممالک کے مندوبین کے علاوہ مقامی اور ملکی سطح کے بعض سرکاری نمائندگان نے بھی خطاب کیا اور جلسہ کے عمدہ انتظامات، پرامن برادرانہ ماحول اور جماعت احمدیہ کے نظم و ضبط اور خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اسی طرح برطانیہ کے وزیراعظم اور اپوزیشن لیڈر کے علاوہ بعض دیگر ممالک کے سربراہان کے جلسہ کے لئے بھجوائے گئے خصوصی پیغامات بھی پڑھ کر سنائے گئے۔

جلسہ سے اگلے روز عالمی شوریٰ بھی منعقد ہوئی۔

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

ستمبر ۱۹۹۸ء — تبوک ۱۳۷۷ ہش

فہرست مضامین

قرآن مجید اور حدیث نبوی	۴
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۵
خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴ جولائی ۱۹۹۸ء	۶
خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء	۷
خلاصہ خطبہ جمعہ ۷ اگست ۱۹۹۸ء	۹
افتتاحی خطاب ۔جلسہ سالانہ برطانیہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء	۱۱
احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں	۲۰
وہاڑی میں ملک نصیر احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا	۲۳
محترم صوفی خدا بخش صاحب زیروی کا انتقال	۲۴
واہ کینٹ میں محمد ایوب اعظم صاحب کو شہید کر دیا گیا	۲۴
شرح کے مطابق چندہ کی آدائیگی	۲۵
پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی داستان	۲۶
ایم ٹی اے کا پس منظر اور برکات	۲۸
احمدی کیسے لوگ ہیں	۳۳
حقیقت یا سراب (بلا تبصرہ)	۳۴

نگران — صاحبزادہ مرزا مظفر احمد امیر جماعت امریکہ

مدیر — سید شمشاد احمد ناصر

القرآن الحکیم

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤٦﴾
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾
وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى
سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٨﴾
لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿٤٩﴾
نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٠﴾
وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿٥١﴾

متقی (لوگ) یقیناً باغوں اور چشموں والے مقام میں (داخل) ہوں گے۔
(انہیں کہا جائے گا کہ) تم سلامتی کے ساتھ بے خوف (وخطر) ان میں داخل ہو جاؤ۔
اور ان کے سینوں میں جو کینہ (وغیرہ) بھی ہوگا اسے ہم نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر جنت میں رہیں گے اور تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے) ہوں گے۔
نہ انہیں اُن میں کوئی تھکان ہوگی اور نہ انہیں اُن میں سے کبھی نکالا جائے گا۔
(اے پیغمبر!) میرے بندوں کو آگاہ کر دے کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔
اور (یہ) کہ میرا عذاب ہی (حقیقۃً) دردناک عذاب (ہوتا) ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

توبہ واستغفار اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حُسنِ ظنّ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِيْ اَرْضِ فَلَاةٍ. وَفِيْ رِوَايَةٍ : اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ، اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التوبۃ مسلم)

خادمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوئی ہوگی جسے جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا ہوا) گمشدہ اونٹ اچانک مل جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس کو یہ حادثہ پیش آیا کہ جنگل بیابان میں اس کی اونٹنی گم ہو گئی جبکہ اس پر اس کا کھانا اور پانی سب لدا ہوا تھا۔ وہ بہت گھبرایا اور اِدھر اُدھر تلاش سے ناامید ہو کر شدتِ غم کی وجہ سے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اور اسی گھبراہٹ میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اس کی آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ خوشی سے اُچھل پڑا، اونٹنی کی نکیل پکڑی اور خوشی کے عالم میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اے میرے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا ربّ۔ یعنی خوشی میں مدہوش ہو کر وہ اُلٹ کہہ گیا۔

استغفار کے معنیٰ

بہرحال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے ۔ یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں ۔ مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو استغفر اللہ کہتے رہیں اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپ رہی ہے ۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے ۔ مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں ۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا ۔ سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی ۔ مگر جو استغفار کا مطلب اور معنے پوچھو تو بس کچھ نہیں ہکا بکا رہ جاویں گے ۔ انسان کو چاہیئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خداتعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے ۔

خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا ۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خداتعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے ۔ اور یہی حقیقی استغفار ہے ۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو ۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے ۔ اپنی زبان میں ہی خداتعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں ۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے ۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے ۔ اگر دل میں جوش ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے ۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں ۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خداتعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم سے وہ بلا ٹل جاتی ہے ۔ لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی ۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور بہت استغفار کرنا چاہیئے ۔ اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے ۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے ۔ اگر کوئی شخص بیعت کرکے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا ۔ اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں ۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بدخلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا فائدہ ؟

چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسائیوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھا دے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا ۔

خوب یاد رکھو کہ صاف ہو کر عمل کروگے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا رعب تھا .... سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے ۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے ۔ اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا ۔

(ملفوظات جلد 9 ، صفحہ 373-374)

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا"

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ مہمان کی عزت کرے

(جلسہ سالانہ برطانیہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کے حوالے سے مہمانوں کے حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق نہایت اہم نصائح)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴؍جولائی ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۴؍جولائی) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الذاریات کی آیات ۲۵ تا ۲۷ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ چونکہ اب میزبانی اور مہمانی کے دن آنے والے ہیں اس لئے ان آیات کو خطبہ کا عنوان بنایا ہے۔ حضور نے ان آیات کریمہ میں مذکور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میزبانی کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لئے اسے عنوان بنایا ہے کہ اس ابراہیمی سنت کا تذکرہ کر کے جماعت سے توقع کروں کہ وہ اسے زندہ کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے متعلق فرمایا کہ جو مہمان آنے والے ہیں یہ بہت معزز مہمان ہیں کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور آپ سے وہی توقع کی جاتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مہمانوں کے متعلق رویہ اختیار فرمایا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے مہمان نوازی سے متعلق احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے مہمانوں کی تکریم اور مہمانوازی سے متعلق دیگر ارشادات نبوی پیش کرتے ہوئے میزبان اور مہمان کے باہمی تعلق اور حقوق و ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ جماعتی انتظام کے تحت مختلف

آنے والے مہمانوں کے حالات اور مزاج کے مطابق مختلف انتظامات کئے گئے ہیں مگر بنیادی طور پر اکرام کا حق ہر ایک کا ہے۔ حضور انور نے مختلف احادیث نبویہ کی روشنی میں بتایا کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔ جب کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی تکریم کرو۔ اسی طرح یہ بھی ایک سنت ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بیدار کیا جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے نصیحت فرمائی ہے کہ ہر ایک مہمان سے خواہ اسے پہچانو یا نہ پہچانو عزت کا سلوک کرو۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو بھی عمومی نصائح فرمائیں۔ اور جماعتی انتظام کے تحت قیام کی مدت، قرض سے اجتناب، سلام کو رواج دینے، پردے کا خیال رکھنے، سر ڈھانپنے اور عورتوں اور بچوں کی تربیت،

(باقی صفحہ ۸ پر)

ہمارا اشاعت دین کا کام اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر پوری طرح احتیاط کے ساتھ کاربند رہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱ / جولائی ۱۹۹۸ء)

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ (۳۱ / جولائی) :۔ آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اسلام آباد ٹلفورڈ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۸ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مومن بندوں سے جو نیک اعمال بجالائے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں گے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ انہیں ان کے بہترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت کے تتبع میں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے ذریعہ آپ کو کچھ نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

حضور نے آنحضرت ﷺ کی وہ احادیث پیش فرمائیں جن میں لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے اور خوشی کی باتیں سنانے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور سختی سے پیش آنے اور نفرت پھیلانے سے باز رہنے کی تعلیم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سختی سے پیش آنا یا سختی کی تعلیم دینا اسلام کے منافی ہے۔ ہمارا اشاعت دین کا کام اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ان نصائح پر پوری طرح احتیاط کے ساتھ کاربند رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو بکثرت ایسی نصیحتیں کی جاتی ہیں کہ سب دنیا کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھالیں اور جس حد تک توفیق ملے ان کی خدمت انجام دیں۔ اسلئے اس خدمت کے انجام دینے کا طریق بتلانا بھی ضروری ہے۔ کہ ایسی خدمت انجام دیں جس سے وہ نہ تھکیں، نہ ماندہ ہوں اور کسی وقت تھک کر چھوڑ نہ دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو اپنی طاقت کے مطابق اعمال بجالاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ آپ کی طاقت نیک اعمال سے بڑھتی رہے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب دنیا کو اللہ کی راہ کی طرف بلانا اور اس راہ پر چلنے میں ان کی مدد کرنا، انکی تعلیم و تربیت کر کے بے خدا انسانوں کو باخدا انسان بنا دینا یہ ایسا کام نہیں ہے جس کو کوئی قوم بھی مکمل طور پر سر انجام دے سکے اس لئے زبردستی اگر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو گے تو یہ کام تو ختم ہونے والا نہیں، اللہ تو نہیں تھکتا، تم تھک جاؤ گے۔ اس لئے اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہی ہیں جو خواہ تھوڑے ہوں مگر ہمیشہ کے لئے کئے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق تھا کہ نگاہ رکھتے تھے کہ کوئی کمزور تھک نہ جائے اور کسی پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ حضور نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کی مختلف مثالیں بیان فرمائیں۔ آپؐ نے لوگوں کی سہولت کی خاطر نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ خود آپؐ موقعہ اور محل کے مطابق کبھی مختصر اور

کبھی لمبے خطابات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث نبوی کا ذکر فرمایا جس میں ایسے اعمال کا ذکر ہے جن کے کرنے سے انسان جنت سے قریب ہوتا اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اور ان سب امور کا خلاصہ آپؐ نے بیان فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اسی طرح حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك کا ذکر بھی فرمایا اور اس کی تشریح بیان فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان ساری باتوں کو حرز جان بنانے کا ارادہ ہی نہ کریں، ان کو حرز جان بنالیں۔ اس جلسہ میں آپ کی طرف سے جو بھی رویہ ہو وہ انہی ہدایات کی روشنی میں ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو سن کر پھر ان پر عمل کرنے میں تاخیر کا فیصلہ جائز ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی کا اعتبار ہی نہیں۔ چونکہ ہمیں یقین نہیں کہ ہم کتنا لمبا عرصہ رہیں گے اس لئے نیک باتیں سننے کے بعد عمل میں تاخیر کا فیصلہ درست نہیں۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی سنایا جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کے باغ کو اعمال صالحہ کی نہر کے پانی سے سیراب کرو۔ ☆......☆......☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

بقیہ صفحہ ۶

بازاروں میں جمگھٹے سے پرہیز، رستوں کے حقوق کی ادائیگی، صفائی کا خیال رکھنے، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے اور حفاظت سے متعلقہ امور پر تفصیل سے سمجھایا اور دعائیں کرنے کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو اعلیٰ توقعات نظام جماعت سے وابستہ ہو چکی ہیں ان کا خیال کریں۔ حضور نے دعا دی کہ اللہ ہمارے جلسہ کو خیر و عافیت سے گزارے اور ہر پہلو سے خوشکن ہو اور خوشیوں کی خبریں لے کر آپ لوگ واپس لوٹیں ☆......☆

ہر گز بعید نہیں کہ اگلی دفعہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک کروڑ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور جب ہم ایک کروڑ ہونگے تو اگلے سال کے دو کروڑ کو نہ بھولیں۔

اس طرح اگر ہم آگے بڑھیں تو چند سالوں میں تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ہوگی

تبلیغ کا کام کسی قیمت پر نہیں رکنا چاہئے

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ایک نگران ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتاہے کہ باریک باتوں پر نظر رکھے اور باریک باتوں پر نظر رکھنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بڑے بڑے نقصانات سے بچا لیتاہے

ہر ملک میں انتظامی امور اور دیگر اہم معاملات سے متعلق ایک سرخ کتاب تیار کرنے کے بارے میں تفصیلی ہدایات

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷/اگست ۱۹۹۸ء)

لندن (۷/اگست): سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد آیات قرآنی ﴿اَتَامُرُونَ النَّاسَ بِالبِرِ وَتَنسَونَ اَنفُسَکُم وَ اَنتُم تَتلُونَ الکِتَابَ اَفَلاَ تَعقِلُونَ. وَاستَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلاَۃِ......... الخ﴾ کی تلاوت کی۔ اور بعد ازاں بعض انتظامی امور سے متعلق اصولی ہدایات ارشاد فرمائیں۔

حضور نے فرمایا کہ جلسہ کی ایک بڑی کامیابی تو سب نے دیکھی۔ اپنے دل سے محسوس کیا کہ اللہ کے بے انتہا فضل وارد ہوئے ہیں۔ ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ بہت سی ایسی بھولی ہوئی باتیں جن کا نظام سلسلہ میں ہمیشہ سے بہت خیال رہاہے وہ اس جلسہ پر یاد آئیں۔ حضور نے فرمایا کہ جلسہ کے تعلق میں ایک روایت قادیان سے چلی آرہی تھی کہ ایک سرخ کتاب

تو ہے مگر اس شربت سے کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں ان کی فکر ہے مگر ان فکروں کی وجہ سے شربت پینا نہیں چھوڑنا۔ جس تیزی کے ساتھ آپ پھیل سکتے ہیں پھیلتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی خود آپ کو توفیق عطا فرمادے گا۔

آپؑ فرماتے ہیں، ”آج صبح کے وقت مجھ کو یہ الہام ہوا:

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے　　　　بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

(مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمن صاحب مورخہ ۲۱/دسمبر ۱۸۹۸ء

مکتوبات احمدیہ پنجم حصہ اول صفحہ ۲۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس اس الہام کے پیش نظر میں امید رکھتاہوں کہ بارگاہ الٰہی ہمارا ٹوٹا کام بنادے گی۔ جتنے جماعت کے کام ہمیں ٹوٹے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں اللہ اپنے فضل کے ساتھ انہیں جوڑ دے گا۔ اور وہ جو سمجھ رہے ہیں کہ ہمارا بنا بنایا کام ہے اس کو ایسا توڑے گا کہ کوئی اس کا بھید نہیں پاسکے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں امام الزمان ہوں۔ اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے“۔ کتنا

پر شوکت کلام ہے۔ پھر فرمایا، "اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچادیا جو میرے ذمہ تھا"۔ (ضرورۃ الامام)

حضور نے فرمایا اس کے بعد میں اس افتتاحی خطاب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت پر ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے"۔ حضور نے فرمایا بکثرت ایسے احمدی احباب ہیں جن کی دسترس میں یہ آسمانی پانی ہے لیکن ابھی پینا باقی ہے۔ جب وہ پی لیں گے تو ان کے سینے سے وہ لکھو کھہا چشمے پھوٹ پڑیں گے جو تمام دنیا کی سیرابی کا موجب بنیں گے۔ فرمایا، "پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پئے گا وہ ہلاک نہ ہو گا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ اس چشمے سے پانی پئیں اور سیراب ہوں اور دنیا کو سیراب کریں تو دعاؤں کے ساتھ عملاً بھی وہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمہ وقت اس بات پر نظر رہے کہ کیا ہم خدا کا حق ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ اور اس حق کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ "اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو اشھد ان لا الہ الا اللہ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہیں ہے"۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۸ صفحہ ۶،۵ پرچہ ۱۷/مئی ۱۹۰۲ء)

تمام دنیا کو لا الہ الا اللہ کے نعروں سے بھر دو۔ ایسے نعرے جو فلک شگاف بھی ہوں اور لوگوں کے دلوں میں بھی خدا کی خاطر وہ شگاف پیدا کر دیں جن میں خود خدا اتر آیا ہو۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو ابد الآباد کی زندگی پائیں گے۔ کوئی دنیا میں نہیں ہے جو آپ کو ہلاک کر سکے۔ اس کے بعد حضور نے افتتاحی دعا کرائی جس میں تمام حاضرین بھی شامل ہوئے۔ حضور کے خطاب کے آخری حصہ کے دوران موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ دعا کے اختتام پر حضور نے فرمایا کہ "یہ موسلا دھار بارش جس کا آپ شور سن رہے ہیں، میں اسے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نشان کے طور پر دیکھ رہا ہوں۔ جن فضلوں کا میں نے ذکر کیا ہے آپ دیکھیں گے کہ اسی طرح موسلا دھار فضل آسمان سے اترے ہیں۔ کوئی بھی شامیانہ ان کو روک نہیں سکے گا۔ تمام دنیا میں احمدیت کو یہ فضل سیراب کرنے والے ہیں اور آپ یقین رکھیں جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ ہم عنقریب اللہ کے فضل کے ساتھ ان فضلوں کو اترتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اگرچہ پہلے بھی دیکھ چکے ہیں مگر اب جو دیکھیں گے وہ دیکھنا اور ہو گا"۔

☆......☆......☆

تمام دنیا کو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کے نعروں سے بھر دو

آج جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور یہ کنارے پھیلتے چلے جا رہے ہیں یہ بھی ۱۸۹۸ء کے اس الہام کی برکت ہے جسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں

جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں اور میزبانوں کے لئے اہم نصائح

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب برموقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ ۳۱/اگست ۱۹۹۸ء کا خلاصہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ آل عمران کی حسب ذیل آیت تلاوت کی: وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ المُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ المُفْلِحُونَ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۵)

اس آیت کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آج اللہ کے فضل سے جلسہ سالانہ UK جسے جلسہ یو کے کہا جاتا ہے مگر عملاً یہ اس وقت ساری دنیا کی نمائندگی میں جلسہ ہو رہا ہے اس کا تو آغاز ہو چکا ہے۔ دراصل آغاز تو نماز جمعہ کے خطبہ سے ہو گیا تھا مگر جیسا کہ روایت چلی آرہی ہے کہ ایک افتتاحی تقریر اس کے بعد بھی ہوا کرتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو میں یہ عظیم الشان خوشخبری پیش کرتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی حاضری اس وقت تک ۱۴۴۰۶ ہو چکی ہے جبکہ گزشتہ سال یہ حاضری ۷۵۰۰ تھی۔ تو عملاً پہلے دن کی افتتاحی تقریر کے وقت سب سے زیادہ حاضری سے دگنی حاضری ہو چکی ہے اور ابھی آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں سے یہ حاضری بڑھے، ان پاک بندوں سے جن پر اللہ کے پیار کی نظریں پڑیں۔

اس کے بعد حضور نے افتتاحی خطاب کا آغاز کرتے ہوئے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات قرآنی کے ضمن میں بعض احادیث نبویہ پیش فرمائیں۔ سب سے پہلے حضور نے حسب ذیل حدیث نبوی پیش کی:

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ تبسمك فی وجه اخیك لك صدقة و امرك بالمعروف و نهیك عن المنكر صدقة و ارشادك الرجل فی ارض الضلال لك صدقة و بصرك للرجل الردی البصر لك صدقة و اما طتك الحجر والشوك و العظم عن الطریق لك صدقة و افراغك من دلوك فی دلو اخیك لك صدقة. (ترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی صنائع المعروف)

حضرت ابوذر (غفاریؓ) بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے۔ تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کو رستہ دکھانا تیرے لئے

صدقہ ہے۔ پتھر، کانٹا یاہڈی رستے سے ہٹادینا تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے حق میں سے اپنے بھائی کو کچھ دے دینا تیرے لئے صدقہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس حدیث نبوی کے سننے کے بعد اس افتتاحی تقریب کا سارا مضمون آپ کی سمجھ میں آنا چاہئے۔ آپ اس وقت ایک ایسے جلسے میں تشریف لائے ہیں جو اللہ کی خاطر ہے اور اللہ ہی کی خاطر آپ کو اپنا اسلوب بنانا ہوگا۔ اس پہلو سے یادرکھیں کہ رستہ چلتے مسکراہٹیں بکھیریں۔ ایسی مسکراہٹیں جو اور چہروں پر مسکراہٹیں پیدا کرنے والی ہوں۔ پھر رستہ چلتے اپنے ایسے بھائیوں کی رہنمائی کریں جو کسی اور جگہ کی تلاش میں ہوں اور اگر خدا توفیق دے اور ضرورتمند اس کا محتاج ہو تو اس کو ساتھ لے کر چلیں اور جس منزل کی تلاش میں ہے اسے وہاں تک پہنچائیں۔ اسی طرح اپنے بھائیوں کے لئے نرم نظر رکھیں۔ ان کی طرف پیار اور محبت سے نظر ڈالیں۔ اور رستہ چلتے تکلیف دہ چیزوں کو دور کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں میں نے پہلے بھی خطبہ میں ہدایت دی تھی یہ اپنا دستور بنالیں کہ ہر وہ چیز جو تکلیف پہنچاتی ہے اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔ بعض لوگ کیلے کا چھلکا پھینک دیتے ہیں یا ہڈی یا کوئی اور نوکدار چیز ان کو اٹھالیں۔ حضور نے اس بارہ میں فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو ہلکا پھلکا پلاسٹک کا تھیلا انتظامیہ مہمانوں کو مہیا کرے اور بائیں ہاتھ سے ردی چیز کو اٹھا کر اس میں ڈالیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب آپ دوسروں کی پھینکی ہوئی چیزیں اٹھاتے ہیں تو اپنی طرف سے کوئی بھی ایسی چیز نہ پھینکیں جو دوسروں کے لئے تکلیف کا موجب ہو۔ اسی طرح گلیوں میں شور ڈالنا اور بازاروں میں اس طرح پھرنا کہ لوگوں کے لئے تکلیف کا موجب ہو، ان کی نظر کو تکلیف دے یا ان کے کانوں کو آپ کا شور تکلیف دے ان سب چیزوں سے آپ کلیۃً پرہیز رکھیں۔

حضور نے فرمایا کہ کچھ آنکھیں تو آپ کو اس لئے دیکھنے کے لئے آئی ہیں کہ دیکھیں جماعت احمدیہ کے جلسہ میں کیا تصویر ابھرتی ہے۔ اتنے بڑے اجتماع میں کیا ان کا نظم وضبط قائم رہتا ہے یا نہیں۔ اور سب دنیا کو جو تعلیم دیتے ہیں کہ ہم تمہاری بھلائی کے لئے ہیں کیا خود اس بھلائی کے لئے ہونے کا حق ثابت کرتے ہیں یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کچھ آنکھیں تو اس غرض سے دیکھنے کے لئے آئی ہیں اور کچھ آنکھیں ایسی ہیں جنہیں ویسے ہی آپ دکھائی دیں تو اس کا کوئی نہ کوئی اثر ان کی طبیعتوں پر جلسہ کے متعلق پڑے گا۔

پھر حضور نے فرمایا کہ نمازوں کا التزام کریں کیونکہ یہ دین کی جان ہے۔ نماز وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے اوپر تمام اسلام کی عمارت بنائی گئی ہے۔ پس نمازوں کا التزام کریں اور اچھی بات کہنے میں نمازوں کی طرف توجہ دلانے کو بھی شامل کرلیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس دفعہ نمازوں کے دوران کوئی ارد گرد بیکار پھرتی ہوئی ٹولیاں دکھائی نہ دیں۔ جو لوگ مختلف فرائض انجام دے رہے ہیں ان کو پہلے بھی ہدایت دے چکا ہوں کہ وقت کے اندر جہاں تک توفیق ہے باجماعت نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

پھر فرمایا کہ ذکر الٰہی کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ ذکر الٰہی ہر ذکر سے بڑھ کر ہے جو نماز میں ہی نہیں بلکہ نماز سے باہر بھی جاری رہتا ہے۔ ذکر الٰہی سے پاک کلام جاری ہوتا ہے اور انسان لغو سے بچ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بازار بھی جلسہ کے دوران بند رہنے چاہئیں۔ ہاں مجبوری کے پیش نظر بیماروں کی ضروریات کے لئے یا دیر سے آنے والے مہمانوں کی فوری ضروریات کی خاطر کچھ دکانیں اگر کھلی رکھی جائیں جن پر نگران مقرر ہوں تا کہ وہ دیکھیں کہ مقامی لوگ جن کے لئے کوئی جائز ضرورت نہیں ہے وہ اس موقعہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

آپس میں سلام کو رواج دیں۔ کسی کو جانیں یا نہ جانیں اسے سلام کہیں اور آپ کی طرف سے سلام کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم میری طرف سے امن میں ہو۔ تمہیں میری طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ایک دعا بھی ہے اور یقین دہانی بھی کہ ہمیں خدا نے وہ جماعت پیدا کیا ہے جو لوگوں کی بھلائی کی خاطر بنائے گئے ہیں اور ہم سے کسی کو کوئی شر نہیں پہنچ سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ سر ڈھانپنا صرف عورتوں کے لئے ہی نہیں مردوں کے لئے بھی اس لحاظ سے ضروری ہے کہ سر ڈھانپنے کے ساتھ ایک ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور آپ بازار میں سر پر ٹوپی رکھے ہوئے آوارگی کرتے ہوئے کم دیکھیں گے۔ ٹوپی یا پگڑی یا اور کوئی سر کا لباس ہو یہ از خود احساس بیدار کرتا ہے کہ ہم سے ذمہ داری کی توقع کی جاتی ہے۔

حضور نے عورتوں کو خصوصیت سے پردہ کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ کے فضل سے انگلستان میں پلنے والی بچیاں اس پہلو سے بہت سی باہر سے آنے والی بچیوں کے لئے نمونہ ہیں لیکن بہت سے پاکستان یا دوسرے ممالک سے آنے والے ہیں جو اس معاملہ میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خواتین کی طرف سے ایسے نمائندہ مقرر ہونے چاہئیں جو احتیاط اور نرمی، محبت اور پیار کے ساتھ ایسی بچیوں کو سمجھائیں اور بتائیں کہ ایک ایسے جلسے میں آپ شامل ہیں جس سے بہت اونچی توقعات رکھی جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بچیاں جو بعض بیماریوں کی وجہ سے مجبور ہیں کہ وہ پوری طرح سر کو ڈھانپ نہیں سکتیں ان کو چاہئے کہ ہرگز سنگھار پٹار کر کے باہر نہ نکلیں۔ سادگی اختیار کریں اور ان کی سادگی ہی ان کا پردہ ہو گی۔

حضور نے حفاظت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر احمدی سے توقع ہے کہ وہ آنکھیں کھول کر چلے، آنکھیں کھول کر بیٹھے۔ آنکھیں کھولنے سے مراد یہ ہے کہ نگران رہے اور جہاں بھی اس کو کسی قسم کا ایسا آدمی دکھائی دے جس سے وہ سمجھے کہ خطرہ کا احتمال ہے تو اس سے متعلق اگر کچھ دیر اس کے ساتھ جا سکے تو بہتر ورنہ رستہ میں جو منتظمین دکھائی دیں ان کو بتادے کہ فلاں شخص ہمارے خیال میں ایسا ہے کہ اس سے خطرہ ہو سکتا ہے لیکن اس کو خود کچھ کہنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ نیز جب بھی جلسے میں بیٹھیں تو اپنے دائیں بائیں کا خیال رکھیں۔ قطع نظر اس کے کہ آپ کے نزدیک وہ شخص قابل اعتماد ہے یا نہیں ہے۔ اسے جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ یہ اصول بنالیں کہ دائیں بائیں ہلکی مخفی نظر ڈالتے رہیں۔ اکثر خطرے ان لوگوں سے پیش آیا کرتے ہیں جن پر اطمینان ہوا کرتا ہے اس لئے بد ظنی کا سوال نہیں ہوشیاری کا سوال ہے۔ کسی پر بد ظنی نہ کریں لیکن ہر ایک سے ہوشیار رہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات اور بعض

الہامات کا ذکر فرمایا جن کا تعلق ۱۸۹۸ء سے ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پہلے بھی دیکھا گیا ہے کہ جیسے واقعات ۱۹ویں صدی میں ہوئے کم و بیش ویسے ہی واقعات ۲۰ویں صدی میں بھی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ خصوصیت سے ۱۹۸۲ء سے میں نے محسوس کیا اور بار بار اپنی تقاریر میں جماعت کو متوجہ کرتا رہا ہوں کہ ۱۸۸۲ء میں یہ الہام ہوا تھا اور ۱۹۸۲ء میں جس خلافت کا آغاز ہوا اس پر یہ الہامات چسپاں ہو رہے ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ سو سال قبل ۱۸۹۸ء میں جو الہامات ہوئے تھے ان کی خوشخبریاں ہم تک پہنچیں گی اور میں امید رکھتا ہوں کہ جن خطرات کی نشاندہی فرمائی گئی ہے جہاں تک ممکن ہو ہم دعائیں کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان خطرات کو ٹال دے۔

سراج منیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"خدا کی رحمت سے نومید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت اس ابتلا کے دنوں کے بعد جلد آئے گی۔ خدا کی نصرت ہر ایک راہ سے آئیگی۔ لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے۔ خدا نشان دکھلانے کے لئے اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا یعنی بلاواسطہ نشان دکھائے گا اور نیز وہ لوگ بھی مدد کریں گے جن کے دلوں پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کریں گے یعنی بعض نشان بالواسطہ بھی ہم ظاہر کریں گے۔ (سراج منیر ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۲)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کی فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دِقت سرمایۂ سفر میسر آجاوے گا"۔ (آسمانی فیصلہ ،روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۳)

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ :

کینیڈا سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ کینیڈا آکر مستقل رہائش کی درخواست دی۔ درخواست کی سماعت ۱۳/ جنوری ۱۹۹۸ء کو مکمل ہوئی اور ہمیں یہ کہا گیا کہ فیصلہ کی اطلاع آپ کو بذریعہ ڈاک ارسال ہوگی۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے فیکس ارسال کی۔ اور مزید خطوط بھی لکھے۔ امیگریشن آفیسر کی طرف سے ۲۲/ اپریل کی مرسلہ چٹھی ملی کہ آپ کی درخواست نامنظور کی جاتی ہے۔ اس اطلاع سے پریشانی ہوئی۔ اپیل کے لئے ایک ماہ کا عرصہ دیا گیا۔ اس موقعہ پر ایک فیملی کی طرف سے خاکسار کو کہا گیا کہ آپ روزانہ تبلیغ کرتے ہیں اس لئے آپ نیشنل امیر صاحب سے کہیں کہ میں ہر روز آپ کا کام کرتا ہوں، آپ امیگریشن دلانے میں میری مدد کریں۔ میں نے جواب دیا کہ میں لوگوں کو رَبّ کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ کام امیر صاحب پر احسان نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ کریم نے بھی کوئی آپ کی مدد نہ کی۔ اس کا یہ کہنا گویا اللہ کی غیرت کے لئے چیلنج تھا۔ میں نے کہا ہم اللہ کو پکاریں گے اور اسی کو پکاریں گے اور انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ دو دن تک ہم سب نے دعا کی۔ ۴/ مئی کو ہماری وکیل کا فون آیا کہ دفتر کی غلطی سے آپ کو غلط فیصلہ سنایا گیا۔ چنانچہ ۴/ مئی کا ترمیم شدہ فیصلہ آگیا کہ آپ کی درخواست منظور کی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ ہے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کا حال کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خود ان کی مدد فرماتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ یاد رکھیں بھروسہ اس نیت سے نہیں کرنا کہ وہ ضرور اس

معاملہ میں آپ کی مدد فرمائے گا۔ جب بھروسہ اس نیت سے کریں گے تو بھروسہ ختم۔ پھر ایک قسم کا سودا شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلسہ کی بابت ایک اشتہار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۰-۳۴۱)

اسی طرح فرمایا :

"اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد نمبر۱ صفحہ ۳۴۱)

حضور نے فرمایا کہ آج جو آپ بکثرت قوموں کا رجوع دیکھ رہے ہیں یہ انہی پیشگوئیوں کا نتیجہ ہے جن کو اللہ نے پورا کرنا تھا کیونکہ اسی کی عطا فرمودہ تھیں۔

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں : "تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے۔اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور اُن کے مشکلات حل کر دئے گئے اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے"۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۴،۱۵)

پھر فرماتے ہیں : "ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دور فرمادے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول

دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل ورحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ عفی اللہ عنہ

(مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

بعد ازاں حضور نے ۱۸۹۸ء کے دوران ہونے والے بعض الہامات پیش فرمائے جو آج سے ۱۰۰ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جنوری ۱۸۹۸ء میں یہ الہام ہوا:

"وَ اوحیٰ اِلَیّ رَبّی وَ وعدَنی اَنّہ سَیَنصرُنی حتّٰی یَبلُغَ اَمرِی مَشارِقَ الاَرضِ وَ مَغاربَھَا۔ وَ تتموّجُ بُحُورُ الحقِ حتّٰی یُعجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِھَا۔ (لجنۃ النور صفحہ ۶۷)

ترجمہ: میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا۔ یہاں تک کہ میرا کلام مشرق ومغرب میں پہنچ جائے گا اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔

۱۸۹۸ء میں الحکم میں یہ عبارت چھپی ہے کہ:

حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الحکم جلد ۲ نمبر ۵، ۶۔ مورخہ ۲۷/ مارچ و ۲۶/ اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۳)

حضور نے فرمایا پس آج جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور یہ کنارے پھیلتے چلے جارہے ہیں یہ بھی ۱۸۹۸ء کے اس الہام کی ایک برکت ہے جسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

فرمایا، "خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ بہت سے اس جماعت میں سے ہیں جو ابھی اس جماعت سے باہر اور خدا کے علم میں اس جماعت میں داخل ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بکثرت ایسے لوگوں کی اطلاع مل رہی ہے جو پاکستان میں بھی بڑھتے جارہے ہیں اور بیرونی دنیا میں بھی، عرب دنیا میں بھی ہر طرف ان کی تعداد بڑھ رہی ہے جو دل سے جماعت سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ کے علم میں ہیں کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس اسلام کی احیاء کی تحریک سے کیسی محبت ہو چکی ہے۔

فرمایا: "بار بار ان لوگوں کی نسبت یہ الہام ہوا: یَخِرّونَ سُجّدًا رَبّنَا اغفِرلَنا اِنّا کُنّا خَاطِئِینَ یعنی سجدہ میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش۔ کیونکہ ہم خطا پر تھے"۔ (ایام الصلح)

۱۸۹۸ء میں ہی ضرورۃ الامام میں یہ تحریر شائع ہوئی:

"خدا نے .... مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں"۔ (ضرورۃ الامام)۔ حضور نے فرمایا کہ اس الہام میں 'الہام دیا ہے' کے الفاظ ہیں۔ 'کیا ہے' کے نہیں۔ اس میں غیر معمولی موہبت کی طرف اشارہ ہے۔

۴/ جولائی ۱۸۹۸ء کو یہ الہام ہوا: "جہاں براہین احمدیہ میں اسرار اور معارف کے انعام کا اس عاجز کی نسبت ذکر فرمایا گیا ہے۔ وہاں احمد کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا، یا احمدُ فاضتِ الرحمۃُ علٰی شفتیک۔ اور جہاں دنیا کی برکات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں عیسیٰ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جیسا کہ میرے الہام میں براہین احمدیہ میں فرمایا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ و مطھرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔ ایسا ہی وہ الہام ہے جو فرمایا کہ میں تجھے برکت دونگا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ وہ سرّ ہے جو مہدی اور عیسیٰ نام کی نسبت مجھ کو الہام الٰہی سے کھلا"۔ (ایام الصلح)

حضور نے فرمایا یہ بہت عظیم الشان سرّ ہے جس سے آپ نے الہام کی بناپر پردہ اٹھایا ہے کہ جہاں بھی مہدی کی فتوحات کا ذکر ہے وہاں اسلام کے روحانی غلبہ کا ذکر ہے۔ جہاں عیسیٰ نام سے خوشخبریاں دی گئی ہیں وہاں دنیاوی طور پر جماعت کی غیروں پر برتری کا ذکر ہے اور ان دونوں میں نمایاں فرق ہے۔

۱۸۹۸ء کا الہام ہے: "آئندہ موسم بظاہر وہی معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ الہاماً معلوم ہوا تھا وہ خبر بھی اندیشہ ناک ہے.......... دن بہت سخت ہیں.......... مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ دن دنیا کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں اور موت اور دکھ کے دن ہیں۔

(مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحب مورخہ ۲۱/ جولائی ۱۸۹۸ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۸۷)

حضور نے فرمایا کہ آج آپ دیکھ لیں بعینہ اس حال میں دنیا کو ہم پار ہے ہیں۔ جو بڑے بڑے خطرے آج کے سال میں ظاہر ہوئے ہیں ایسے سال شاذ ہی آپ نے دیکھے ہونگے۔ جو کچھ اس سال ہو رہا ہے خصوصیت سے احمدیت کے مخالفین کے ساتھ وہ ایک عبرتناک نشان ہے۔

پھر فرمایا: "میں تہجد میں اس کے متعلق (یعنی طاعون کے متعلق۔ مرتب) دعا کی تو الہام ہوا:

"اِنّ اللّٰہ لا یُغیّرُ ما بقومٍ حتّٰی یُغیّروا ما بانفسہم"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۴/ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ طاعون کے متعلق الہام ہے۔ بارہا میں جماعت کو پہلے متوجہ کر چکا ہوں کہ دنیا میں جو ایڈز کی بیماری پھیلی ہے خصوصیت سے اس صدی کے آخری دور میں یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مطابق طاعون ہی کی شکل ہے۔ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ نے بھی اس بیماری کو بے حیائی سے باندھا ہے اور طاعون ہی کی ایک شکل کے طور پر اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ۱۸۹۸ء کا یہ الہام دراصل اس زمانے میں جو ایڈز سے انسانیت کو خطرات درپیش ہیں ان سے متعلق ہے۔

پھر ۱۸۹۸ء ہی میں یہ الہام ہوا:

اِنّ اللّٰہ لا یُغیّرُ ما بقومٍ حتّٰی یُغیّروا ما بانفسہم۔ انّہ اٰوی القریۃ انّی مع الرحمٰن اٰتیک بغتۃً۔ انّ اللّٰہ موھنُ کیدِ الکافرین"۔ (خط مولوی عبدالکریم صاحب محررہ یکم فروری ۱۸۹۸ء)

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو خود تبدیل نہ کریں۔ وہ اس بستی کو کچھ تکلیف کے بعد پناہ میں لے لے گا۔ میں رحمان کے ساتھ تیرے پاس اچانک آنے کو ہوں۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے منصوبوں کو

توڑنے والا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس 'بستی' سے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں مراد قادیان تھی۔ اب اس بستی سے میں سمجھتا ہوں وہ بستی مراد ہے جو قادیان کی نمائندگی میں ربوہ کے طور پر قائم کی گئی ہے اور اس بستی کے متعلق دشمنوں کے بہت بد ارادے ہیں اور انہیں بہت تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ حضور نے اس بستی کے متعلق دعائیں کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی کہ اللہ اسے دشمنوں کے شر سے پناہ میں لے لے کیونکہ زمانہ لمبا ہو رہا ہے۔

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ شربت کا پیا۔ اس کی حلاوت اس قدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرتی باایں ہمہ میں اس کو پیئے جاتا ہوں۔ اور میرے دل میں یہ خیال بھی گزرتا ہے کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے۔ اتنا میٹھا اور کثیر شربت میں کیوں پی رہا ہوں۔ مگر اس پر بھی میں اس پیالے کو پی گیا۔ شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ اسلام اور ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے"۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲۸،۲۹۔ مورخہ ۲۰۔۲۷ ؍ستمبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس ضمن میں یہ بات یاد رکھیں کہ شربت باوجود مٹھاس کے پینا یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اس شربت کی مٹھاس میں کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں فکر بڑھتی ہے اور پریشانیاں ہوتی ہیں۔ یہ میں آپ کو اپنے دل کا حال، اپنے تجربے سے بتا رہا ہوں کہ جوں جوں جماعت پھیل رہی ہے یہ میٹھا شربت ہر طرف سے مجھ تک پہنچ رہا ہے۔ یہ شربت پیتا ہوں اور دل فکر سے بھر بھی جاتا ہے کہ ان لوگوں کو ہم کیسے سنبھالیں۔ کیا انتظام ہوگا جس کے نتیجہ میں ہم اس وسیع تر دنیا کی تربیت کر سکیں گے جو دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پس یہ مراد تھی اس شربت سے کہ شربت میٹھا

رکھی جاتی ہے اور جلسہ کے تمام افسران اکٹھے بیٹھتے ہیں اور اس جلسہ میں جو جو خرابیاں پیدا ہوئیں ان کو سرخ کتاب میں درج کیا جاتا ہے اور وہ سرخ کتاب آئندہ جلسوں کے لئے راہنما بنتی چلی جاتی ہے اور تمام شامل لوگوں کے علاوہ آئندہ منتظمین کے بھی کام آتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ پہلے سے ذہن نشین کر لیتے ہیں کہ یہ غلطیاں آئندہ نہیں کرنی۔ حضور نے ایم ٹی اے کی ٹرانسمیشن میں خرابیوں کے حوالے سے انہیں اپنی ایک ایسی سرخ کتاب تیار کرنے کی تاکید فرمائی اور اس بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں۔

حضور نے فرمایا کہ اسی طرح دنیا میں جہاں جہاں احمدی جلسے ہوتے ہیں ہر ایک کے لئے ایسی سرخ کتاب ان کی ضرورت ہے اور اس بات کی نگرانی مرکز کی طرف سے کی جائے گی کہ یہ کتاب رکھی جا رہی ہے اور گزشتہ یادداشتوں کے ضمن میں اندراجات ہو رہے ہیں۔ تمام امور کے اندراجات ہو کر نئے احمدیوں کے سپرد یہ کتاب ہو جانی چاہئے۔ اور انہیں بتایا جائے کہ اس کی حفاظت آپ کا فرض ہے۔

حضور انور نے اسی تعلق میں تمام ذیلی مجالس کو نصیحت فرمائی کہ وہ بھی جائزہ لیں کہ ان کی کیا کیا خرابیاں تھیں۔ سرخ کتاب میں ہر قسم کے اقدامات درج ہوں کہ کیا خرابیاں تھیں اور کیا اصلاحی اقدامات کئے گئے۔ ہر منتظم وہ سب ہدایات جو سرخ کتاب میں درج ہوں انہیں پڑھ کر دستخط کرے گا کہ میں نے یہ ساری باتیں سمجھ لی ہیں اور پھر وہ اپنے ماتحتوں کو بھی سب کو بتائے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے نظام کو مکمل کرنے کے لئے اور آئندہ حسین سے حسین تر بنانے کے لئے اس سرخ کتاب کو رواج دینا اور اس تفصیل سے رواج دینا جس تفصیل سے میں نے

بیان کیا ہے نہایت ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے نتیجہ میں مجھے یہ توفیق ملی ہے کہ میں اس طرف آپ کو متوجہ کروں۔ اس سے آپ کی زندگی کی بہت بڑی مشکلات آسان ہو سکتی ہیں اور اللہ کے فضل سے ہم خطرات سے بچ سکتے ہیں۔

حضور انور نے تمام مبلغین کو جو اپنے اپنے ملک میں سربراہ ہیں ہدایات دیں کہ اپنے ملک میں ہونے والے اہم واقعات پر بھی ایک کتاب تیار کریں۔ ان میں جو دنیاوی واقعات ہیں جن کے نتیجہ میں حادثات پیش آئے وہ بھی درج کریں۔ اس ضمن میں حضور نے تفصیل سے مثال دے کر اس بات کی وضاحت کی اور بتایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے بروقت تدبیر کے نتیجہ میں احمدیوں کو بعض ملکی فسادات میں بھی کم سے کم نقصان پہنچا جبکہ دوسرے وسیع پیمانے پر ان سے متاثر ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ایک نگران ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ باریک باتوں پر نظر رکھے اور باریک باتوں پر نظر رکھنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بڑے بڑے نقصانات سے بچالیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر جگہ مختلف خرابیاں ہوتی رہتی ہیں ان کی پیش بندی کے لئے تمام انتظامات پہلے سے کرنے ضروری ہیں۔ بہت سے امور میں تفصیلی ہدایات کا طے ہونا ہی ضروری نہیں بلکہ وقت پر انہیں پہنچادینا بھی ضروری ہے۔ اور ان تمام باتوں کو بھی اپنی سرح کتاب میں درج کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھیں جتنے مرضی فسادات ہو جائیں ان کی موجودگی میں ہم نے لازماً آگے بڑھنا ہے۔ فسادات اگر ہوں تو تبلیغ کا کام کسی قیمت پر رکنا نہیں چاہئے۔ فسادات کے احتمالات کو سامنے رکھ کر جماعت کو تبلیغی منصوبہ بنانا چاہئے۔ پچاس لاکھ پر ہمارا قدم رکنا نہیں ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں اور پوری طرح منصوبے بنا کر جماعت کے سربراہوں سے گفتگو کر چکا ہوں کہ ہرگز بعید نہیں کہ اگلی دفعہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک کروڑ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور جب ہم ایک کروڑ ہونگے تو اگلے سال کے دو کروڑ کو نہ بھولیں۔ اس طرح اگر ہم آگے بڑھیں تو چند سالوں میں تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ہوگی۔ یہ منصوبہ محض خوش فہمی پر مبنی نہیں۔ جب ہم حکمت سے منصوبہ بناتے ہیں، صبر سے اس کی پیروی کرتے ہیں اور دعا سے اللہ سے مدد چاہتے ہیں تو یہ منصوبہ پھر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں آجاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگرچہ آئندہ آنے والی امیدیں دنیا کی نظر میں شیخ چلی کی خوابیں ہونگی مگر میری خوابیں قرآن پر مبنی ہیں، اللہ کے ارشادات پر مبنی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں خطبہ میں یہ باتیں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے افسروں کو یہ باتیں بھولنے نہ دیں۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں حالات سنگین ہو رہے ہیں اور خطرہ درپیش ہے کہ تیزی سے اور سنگین ہو جائیں مگر ایک بات یاد رکھیں کہ حالات سنگین ہو بھی جائیں تو تبدیل ہوتے ہوئے حالات کا آخری نتیجہ جماعت احمدیہ کے حق میں ہوگا اور اللہ کے فضل سے اس کا آخری نتیجہ ملّاں کے خلاف ہوگا اور میں بھاری امید رکھتا ہوں کہ ملّاں اپنی فتح کے تصور کے ساتھ اگلی صدی کا مونہہ نہیں دیکھے گا۔ حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے عوام الناس کے علاوہ اپنے رہنماؤں کی تربیت کی بھی کوشش کریں کہ وہ سیدھے رستہ پر آجائیں۔ پاکستان کے سربراہوں اور عوام الناس کی فطرت کو جھنجھوڑیں۔ اگر وہ فطرت جاگ گئی تو قوم جاگے گی۔ اگر یہ سو گئی تو قوم ہمیشہ کی نیند سو سکتی ہے۔ حضور نے آخر پر فرمایا کہ جن آیات کی تلاوت خطبہ کے آغاز میں کی تھی ان کا مضمون انشاءاللہ آئندہ خطبہ میں پیش کیا جائے گا۔

احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں

قرآن حکیم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اسکا ایک ایک لفظ فلاح و بہبود کا سرچشمہ ہے۔ جس سے فیض پانے والا دنیا میں بھی عزت پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی مقام رفعت سے نوازا جاتا ہے قرآن کریم میں انسان کی تمدنی، اخلاقی اور روحانی ترقی کے متعلق ایک جامع اور مکمل تعلیم دی گئی ہے اور تمام ایسے احکام بیان ہوئے ہیں جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ انہی احکام میں سے ایک اہم رکن پردہ ہے جو ایک صاحب ایمان عورت کی زینت و زیور ہے، حجاب و حیا عورت کا حسن ہے اور پردہ اس کا نگران۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے پردہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

یَآیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

(سورہ احزاب آیت ۶۰)

اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ جب وہ باہر نکلیں تو اپنی بڑی چادروں کو سروں پر سے کھینچ کر اپنے سینوں تک لے آیا کریں تا آنکہ وہ پہچانی جائیں تاکہ وہ ہر قسم کی ایذا سے محفوظ رہیں اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی پردہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

> "اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے قرآن شریف کا مطلب ہے کہ عورتیں ستر کریں وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۹۷ ـ ۲۹۸)

جب ہم پردہ کی تفصیلات کا جائزہ لیتے ہیں تو پردہ کی کئی شکلیں سامنے آتی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پردہ کی مختلف شکلیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

> "اسلام مختلف سوسائٹیوں اور ان کی ترقی کی مختلف حالتوں کے پیش نظر اور پھر انسانی ضروریات اور کسی سوسائٹی کے عمومی حالات اور کردار کے پیش نظر مختلف قسم کے پردوں کی توقع رکھتا

ہے یہ ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جو پردے کی ہر انسانی ضرورت کو مد نظر رکھتا ہے اور کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جو دنیا کی کسی قوم پر وارد ہوا ہو اور اس کا جواب قرآن کریم اور سنت نبوی میں نہ ملتا ہو۔ مثلاً ہمارے دیہات میں چادر کا پردہ رائج ہے۔ اس میں گھونگھٹ ہے اور جہاں تک ممکن ہو دائیں بائیں سے چادر کو لپیٹ کر چہرے کو ڈھانپا جاتا ہے اس قسم کے پردے میں شرم و حیا سے چلنے والی عورتیں ہیں جو خاوندوں کو روٹی پہنچانے کے لئے کھیتوں میں جاتی ہیں۔ پانی بھرنے باہر نکلتی ہیں اسلام کے نزدیک یہ استثناء نہیں ہے بلکہ اسلامی پردے کے بنیادی تخیل کا حصہ ہے اور قرآن کریم اس کے متعلق وضاحت سے بیان کرتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مضمون خوب کھول کر بیان فرمایا اور حضرت اقدس مسیح موعود نے بھی بیان فرمایا کہ ایک پردہ یہ ہے کہ اپنے چہرے کو دائیں بائیں سے ٹھوڑی تک پوری طرح ڈھانک لیا جائے کوئی ایسا سنگھار نہ کیا جائے جس کے نتیجے میں خواہ مخواہ بد لوگوں کی نظروں میں انگیخت پیدا ہو۔ جو عورتیں ان سوسائیٹیوں میں وقار اور تحمل کے ساتھ بغیر سنگھار کے انسانی ضروریات کی خاطر باہر نکلتی ہیں وہ اسلامی پردہ کر رہی ہیں وہ پردہ کے قانون کے اندر داخل ہیں۔ استثناء تو وہ ہوتا ہے جو قانون کے خلاف ہو چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کہ یہ وہ پردہ ہے جو اہل یورپ کے لئے بھی بار نہیں۔ اور ان پر شاق نہیں گزر سکتا کیونکہ ان کی سوسائٹی میں عورت نے اقتصادیات میں بہت زیادہ آگے قدم بڑھا لیا ہے اور وہ اقتصادیات کا ایک حصہ بن چکی ہے اس لئے اس کو باہر نکلنا پڑتا ہے اگر وہاں کی عورت اس قسم کا پردہ کرے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے ماحول میں عین اسلامی پردہ کر رہی ہے۔

اس کے بعد ایک اور پردہ ہے اور وہ چہرے کا پردہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وضاحتوں کی روشنی میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول (......) نے اس مضمون پر قلم اٹھایا تو بڑی وضاحت کے ساتھ بغیر کسی استثناء کے یہ بات بیان فرمائی کہ چہرے کا پردہ بھی اسلامی پردہ ہے اور اس کی بنیادوں میں داخل ہے۔ مگر یہ پردہ کس سوسائٹی کے لئے ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے جب آپ حضرت مصلح موعود (.......) کی تفاسیر پڑھتی ہیں اور اس موضوع پر جو کچھ آپ نے بیان فرمایا اس پر غور کرتی ہیں تو آپ کے سامنے یہ بات کھل کر آجائیگی کہ سوسائٹی کا وہ حصہ جو متمول ہے اور عام اصطلاح میں ADVANCED یعنی ترقی یافتہ کہلاتا ہے ان کو ہر قسم کی

سہولتیں حاصل ہیں گھروں میں کام کرنے والے اور خدمت گار ہیں۔ ہر قسم کے آرام اور آسائش کے سامان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ بنگلے ہیں، کوٹھیاں ہیں اور بظاہر زندگی کا مقصد اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ تسکین قلب کے لئے اپنے پیسے خرچ کرنے کی راہیں ڈھونڈیں یعنی یہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ہم زندہ کس طرح رہیں بلکہ یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پیسہ ہمیں عطا فرمایا ہے ہم اس کو کس طرح خرچ کریں تا کہ لذت یابی کے اور زیادہ سامان مہیا ہوں یہ وہ سوسائٹی ہے جس کے لئے حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کی عورتیں اپنے چہرے کو ڈھانپیں اور سنگھار وغیرہ کر کے باہر نہ نکلیں اگر وہ بے مقصد اور بے ضرورت باہر نکلیں گی تو اس سے سوسائٹی کو شدید نقصان پہنچے گا اور آج کل جب کہ ہر طرف گندگی پھیل رہی ہے اور گھروں کا امن اٹھ رہا ہے زیادہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی عورتیں پورا پردہ کریں۔..............

اس کے برعکس بعض ایسی سوسائٹیاں ہیں جہاں بے حیائی عام ہے اور جہاں ننگ کا تصور ہی مختلف ہے ننگے بازو ننگے چہرے بلکہ بدن کے ایسے اعضا ننگے کر کے پھرتی ہیں کہ انسان کی نظر پڑ جائے تو حیران ہوتا ہے کہ عورت یہاں تک پہنچ گئی ہے ایسے ماحول میں جب عورتیں احمدیت میں داخل ہونے کے بعد اسلامی قدروں کو اختیار کرتی ہیں تو گو وہ اپنے چہرے کو نہ بھی ڈھانپ رہی ہوں پھر بھی وہ چادر کے ساتھ ایسا پردہ کرتی ہیں کہ انکی شرافت اور نجابت ساری سوسائٹی کو نظر آ رہی ہوتی ہے اس سوسائٹی میں وہ بعینہ اسلامی پردہ ہے وہ استثناء نہیں ہے۔..........

......

پھر ایک اور پردہ ہے جو اہل بیت کا پردہ ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اہل بیت کا خدا اور تھا اور عام عورتوں کا خدا اور ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ خدا جانتا ہے کہ بعض خاندانوں پر زائد ذمہ داریاں عائد ہوا کرتی ہیں اگر وہ گناہ کی طرف ایک قدم اٹھائیں گی تو دوسری عورتیں بھی ان کی وجہ سے دس قدم اٹھائیں گی اور اگر وہ نیکی کی طرف ایک قدم اٹھائیں گی تو دوسری عورتیں بھی ان کی اتباع میں قدم نیکی کی طرف اٹھائیں گی اسی بنیادی فلسفے کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے جو خالق کائنات ہے اور جس نے انسانی فطرت کو پیدا کیا۔ اہل بیت کے لئے خاص پردے کا حکم دیا اور یہ حکم ناانصافی پر مبنی نہیں تھا بلکہ فطرت اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق تھا کہ جہاں تک ہو سکے تم گھروں کے اندر ٹھہری رہو اور بے ضرورت باہر نہ نکلو اور اگر نکلنا پڑے تو

اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ کر نکلو اور کسی کو ہر گز یہ موقع نہ دو کہ وہ تمہارے پاک چہروں کو دیکھے اور بد نظر سے ان کے تقدس کو مجروح کرنے کی کوشش کرے یہ پردے کی تیسری قسم ہے"

(جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء خواتین سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

الغرض پردہ خواہ کسی قسم کا ہو اور پردہ کی کوئی بھی صورت ہو۔ پردہ کا مغز اور لب لباب اس بات میں مضمر ہے کہ ہر مومن مرد اور عورت غض بصر کو اپنا شعار بنائے اور ہر حال میں نظریں نیچی رہنی چاہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے احمدی عورت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو دنیا میں کون سی عورتیں ہوں گی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی" (الفضل ۲۸ فروری ۱۹۸۳ء)

وہاڑی میں ملک نصیر احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

(پریس ڈیسک) : پاکستان سے نہایت افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم ملک نصیر احمد صاحب کو وہاڑی میں شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تفصیلات کے مطابق ملک صاحب موصوف صبح کی نماز ادا کرنے کے لئے اپنی کار پر مسجد گئے۔ وہ گاڑی سے اترے ہی تھے کہ قاتلوں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ایک فائر ان کے سینے میں لگا جس سے وہ موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد قاتل ان کی گاڑی بھی لے گئے اور فرار ہو گئے۔ بعد میں آنے والے نمازیوں میں سے ان کے پوتے نے دادا کی نعش کو شناخت کیا۔

محترم ملک نصیر احمد صاحب ریٹائرڈ پولیس آفیسر تھے۔ اچھے متمول زمیندار تھے۔ کپاس کی آڑھت کا کاروبار تھا۔ علاقہ بھر میں بارسوخ اور وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ مرحوم کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔

مرحوم کی نعش وہاڑی سے ساڑھے چھ بجے شام ربوہ پہنچی۔ نماز مغرب کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے مسجد مبارک میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ جنازہ کے ہمراہ مرحوم کے دونوں بیٹے اور جماعت کے کافی دوست ربوہ آئے۔ بعد نماز جنازہ مرحوم کی تدفین عام قبرستان میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے پس ماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

☆......☆......☆

واہ کینٹ (پاکستان) میں محمد ایوب اعظم صاحب کو شہید کر دیا گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

(پریس ڈیسک) : پاکستان سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۹۸ء کو شام ۹ بجے کے لگ بھگ واہ کینٹ میں مکرم محمد ایوب اعظم صاحب کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ شہید مرحوم کی عمر ۶۲ سال تھی اور وہ آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ میں لمبا عرصہ ایک شعبہ کے اسسٹنٹ منیجر رہ کر ریٹائر ہوئے تھے۔ ان کی صحت ٹھیک نہ تھی۔ کئی ماہ سے صاحب فراش تھے اور چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ ان کا روزانہ کا معمول تھا کہ شام کے وقت گھر سے نکل کر قریبی دوکان تک آہستہ آہستہ چل کر جاتے تھے، یہی ان کی ورزش کا طریق تھا۔

وقوعہ کے روز وہ دوکان سے واپس آ رہے تھے کہ گھر کے قریب تین افراد جو سڑک کے ایک طرف چھپے ہوئے تھے اچانک سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک جو داڑھی والا تھا اس نے سوال کیا کہ کیا آپ کا نام ایوب اعظم ہے۔ شہید نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم احمدی ہو۔ شہید نے کہا الحمد للہ میں احمدی ہوں۔ اس کے بعد اس نے پوچھا کیا تم نذیر احمد کو جانتے ہو ساتھ ہی ان پر دو دفعہ فائر کیا۔ مرحوم کو گولیاں چھاتی میں لگیں اور وہ نیچے گر گئے اور گھسٹ کر اپنے مکان کی طرف بڑھنے لگے۔ حملہ آور موقع سے فرار ہو گئے۔

فائرنگ کی آواز سن کر ان کا بیٹا اور ایک ہمسایہ گھروں سے باہر نکلے۔ ایک احمدی دوست جو قریب ہی رہتے تھے اور جن کے پاس کار تھی انہیں فوراً بلایا گیا اور کار میں ڈال کر ہسپتال کی طرف رخ کیا مگر ہسپتال پہنچتے ہی آپ جام شہادت نوش کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں پیچھے چھوڑیں ہیں جن میں سے ایک بیٹی شادی شدہ ہے باقی بچے ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب کے والد صاحب وفات پا گئے

مورخہ 31۔ جولائی 1998ء بروز جمعہ ساڑھے گیارہ بجے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کاہلوں (والد مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی و مفتی سلسلہ احمدیہ) اچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ آپ ایم ٹی اے کا پروگرام دیکھ رہے تھے کہ کرسی سے گر گئے اور دل کے حملہ کے باعث جانبر نہ ہو سکے۔ آپ 1914ء میں پیدا ہوئے پیدائشی احمدی تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں شامل تھے۔

مورخہ یکم اگست کو صدر انجمن احمدیہ کے لان میں ساڑھے نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب ربوہ نے شرکت کی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب مقامی نے دعا کروائی۔ احباب سے آپ کے درجات کی بلندی اور صبر جمیل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترم صوفی خدا بخش صاحب زیروی کا انتقال

مکرم صوفی خدا بخش صاحب عبد زیروی 31۔ جولائی 98ء صبح تین بجے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے آپ یکم مارچ 1911ء زیرہ ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے وقف جدید میں طویل عرصہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ گیارہ دفعہ یو۔کے۔ کے جلسہ میں شامل ہوئے۔

ہمیشہ وقف زندگی کہلانا اور لکھنا پسند کیا۔ اولاد کے لئے ہمیشہ چاہا کہ سب دین کے بچے خادم بنیں۔ سب کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ ایم ایس سی۔ تک تعلیم دلا کر بڑی توجہ اور اصرار سے تینوں بیٹیوں کی شادیاں واقفین زندگی سے کیں۔

آپ نے تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں مکرم الحاج ڈاکٹر کریم اللہ صاحب عبد زیروی صدر انصار اللہ امریکہ۔ مکرم حبیب الرحمان زیروی صاحب لائبریرین خلافت لائبریری۔ ربوہ۔ مکرم بشارت الرحمٰن زیروی صاحب۔

موصوف خدا کے فضل سے موصی تھے اور قربانی کی ہر تحریک میں مسابقت سے حصہ لیتے۔

31۔ جولائی کو نماز جمعہ کے بعد محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد دعوت الی اللہ نے بیت اقصیٰ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ محترم صوفی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورہ امریکہ کے دوران جماعتوں کو بہت سے تربیتی امور کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ان میں سے ایک اہم امر یہ تھا کہ احباب اپنی مالی قربانی کو معیاری بنائیں۔ خدا نے جو کچھ انہیں دیا ہے وہ خدا سے نہ چھپائیں اور معین شرح کے مطابق چندے ادا کریں۔

حضور نے فرمایا کہ متوسط طبقہ کے احمدیوں کی بھاری تعداد تو اس معیار پر پوری اترتی ہے مگر امراء میں سے ایک طبقہ اس بارہ میں سستی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ حضور نے ان پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ایسے لوگوں کے چندوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ جن کے متعلق تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ باشرح چندہ ادا نہیں کر رہے۔ ان کو جماعت سے نکال دیا جائے گا اور اگر دس دس بارہ بارہ سال کے ان کے چندے واپس کرنے پڑے تو اس میں بھی کوئی دریغ نہیں کیا جائے گا۔

یہ اعلان گو حضور نے جماعت امریکہ کے حوالے سے کیا ہے لیکن باشرح چندہ کا معاملہ تو کل عالم کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی حضور متعدد مرتبہ اس بارہ میں توجہ دلا چکے ہیں۔ اس لئے اس ارشاد کو صرف امریکہ تک محدود سمجھنا درست نہیں۔ بلکہ یہی نصیحت ہر احمدی کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ نے مالی قربانی کے جو عظیم الشان مظاہرے کئے ہیں تاریخ مذاہب میں کم کم دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ روح جماعت میں مسلسل جاری و ساری ہے۔ مردوں عورتوں بوڑھوں اور بچوں نے ہر تحریک پر لبیک کہہ کر ایثار و قربانی کے نئے سنگ میل نصب کئے ہیں۔ مگر کچھ احباب شرح کے مطابق چندہ دینے سے ہچکچاتے ہیں۔ شاید وہ خدا سے اپنی آمد چھپانا چاہتے ہیں مگر ایسا تو ممکن نہیں ہے جس خدا نے دیا وہ خوب جانتا ہے۔

اس پہلو سے خدا سے چھپانے کا تو کوئی دور کا بھی امکان نہیں ہاں برکتوں سے محرومی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ ان کے متعلق میں جو باتیں تلخی سے کرتا ہوں وہ غصہ کی وجہ سے نہیں دکھ کی وجہ سے ہیں۔ کیونکہ یہ محروم لوگ ہیں اور اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی چلا رہے ہیں۔

ایسے احباب کو حضور کے اس اعلان کے بعد اپنے طرز عمل کو بہتر بنا کر اپنے امام اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنی چاہئے اور ایسے دوستوں کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے اور پھر جھولیاں بھر کر انہیں عطا فرمائے۔

ساری تنخواہ بھیج دی

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی مالی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

"ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہوں پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ للذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً 450 روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کا (ماموز) کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں۔"

(الفضل ۱۱ جنوری 1927ء)

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی داستان

گزشتہ ایک سال کے چند خاص واقعات

رشید احمد چوہدری ۔ پریس سیکرٹری

جماعت احمدیہ کی مخالفت کا سلسلہ الٰہی جماعت ہونے کی وجہ سے جماعت کے قیام سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ مخالفین کی انتھک کوشش تھی کہ کسی طرح یہ سلسلہ بڑھنے نہ پائے۔ مگر چونکہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے اس لئے بڑھنا اس کے مقدر میں تھا۔ چنانچہ وہ دن بہ دن بڑھتا گیا اور پھلتا پھولتا گیا اور آج ایک بڑے تناور درخت کی طرح پھیل چکا ہے۔ جس کے سائے میں دنیا کے ۱۵۶ ممالک کے مختلف اقوام کے لاکھوں باشندے پناہ لئے ہوئے ہیں۔

جماعت احمدیہ مخالفت کے مختلف ادوار میں سے گزری ہے مگر آج کا دور ایسا ہے کہ جس میں بعض حکومتوں کی طرف سے احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے پورا زور لگایا گیا اور لگایا جا رہا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر سمجھا کہ اب جماعت ختم ہو گئی مگر اس کی ترقی کی رفتار میں ذرہ بھر بھی کمی نہ آئی۔ اس کے بعد ڈکٹیٹر ضیاء الحق کا دور آیا اور اس نے اینٹی احمدیہ قوانین رائج کئے اور جماعت کو پاکستان سے مکمل طور پر ختم کرنے کا اعلان کیا۔ پاکستان میں احمدی کہلانا ایک جرم بن گیا۔ قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہوا۔ احمدی شہداء کے قاتلوں کی نشاندہی کے باوجود ان میں سے اکثر پکڑے نہ گئے بلکہ بعض مقامات پر "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے ملاؤں نے ان قاتلوں کو قومی ہیرو بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ زندگی کے ہر شعبہ میں جماعت احمدیہ کے ممبران کے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں۔ ان کے بنیادی حقوق کو ہر طرح پامال کیا گیا۔ نوکریوں سے بلاوجہ برخواست کیا گیا۔ ملک کے تعلیمی اداروں میں احمدی طلباء کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ ہوسٹلوں میں ان کو مارا پیٹا گیا ان کے سامان کو باہر رکھ کر نذر آتش کیا گیا حتیٰ کہ سکول، کالج، یونیورسٹی وغیرہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔

تجارت میں احمدیوں کے لئے روکیں پیدا کی گئیں۔ بعض جگہوں پر سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ کھانے پینے کی ضروریات کے حصول کو روک دیا گیا۔ بسوں اور ٹرینوں پر ان کی شناخت ہونے پر زدوکوب کیا گیا۔ مکانوں اور دوکانوں کو لوٹا گیا اور پھر خاکستر کر دیا گیا۔ مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ کلمہ طیبہ مٹایا گیا۔ قبرستانوں میں تدفین پر روکیں ڈالی گئیں۔ بعض جگہوں پر قبر کشائی کر کے نعشیں باہر پھینک دی گئیں۔

ان مصائب اور تکالیف کے باوجود احمدی مسلمانوں کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی اور اذیت کے باوجود انہوں نے صبر و استقلال کا وہ نمونہ دکھایا جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں نظر آتا ہے۔ احمدیوں پر ظلم و ستم کے دلخراش واقعات تو بے شمار ہیں مگر یہاں صرف ان چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ گزشتہ سال ان واقعات میں تیزی اس وجہ سے بھی آئی کہ ملک کے وزیر اعظم نواز شریف نے وزارت عظمٰی پر متمکن ہوتے ہی اعلان فرمایا کہ وہ سابق حکمران ضیاء الحق کی پالیسیوں پر عمل کریں گے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے ایک شدید ترین دشمن راجہ ظفر الحق کو وزیر مذہبی امور مقرر کر دیا اور رہی سہی کسر اس طرح پوری ہو گئی کہ صدر مملکت احراری جج رفیق تارڑ کو بنا دیا گیا۔

چنانچہ حکومت کے ان اقدامات کی وجہ سے جماعت کے مخالفین کو شہ ملی اور احمدیوں پر بے شمار جھوٹے مقدمات خاص طور پر توہین رسالت کے الزام میں مقدمات درج ہونے لگے۔

شہداء

(۱)...... عتیق احمد باجوہ صاحب جو جماعت احمدیہ وہاڑی کے ایک لمبے عرصہ تک امیر رہے تھے کو ۱۹ر جون ۱۹۹۷ء کو دن دہاڑے گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ دو قاتل موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آئے اور پچھلی سیٹ پر بیٹھے شخص نے باجوہ صاحب کی کار پر اندھا دھند گولیاں برسائیں جس کے نتیجہ میں باجوہ صاحب وہیں جام شہادت نوش کر گئے۔ ان کے جسم میں ۱۸ گولیوں کے زخموں کے نشان پائے گئے۔ غیر احمدی مخالفین ایک عرصہ سے ان کو دھمکیوں بھرے خطوط لکھ رہے تھے۔ ۱۹۹۲ء میں ان پر ایک میٹنگ کے دوران قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کرنے پر توہین رسالت کا مقدمہ بھی دائر کیا گیا تھا اور ان کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی ملتی رہیں مگر شیر دل باجوہ صاحب ان دھمکیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تبلیغ دین میں مصروف رہے اور بالآخر شہادت کا رتبہ پایا۔

(۲)...... موضع دھونیکی ضلع گوجرانوالہ کے ایک احمدی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو ۲۸ر اکتوبر ۱۹۹۷ء کو مخالفین سلسلہ نے شہید کر دیا۔ واقعات کے مطابق ان کو ان کے گھر سے بندوق کی نوک پر اغوا کیا گیا۔ اور شہید کر کے تھوڑی دور نالہ میں ان کی نعش کو پھینک دیا گیا۔ پولیس نے قاتلوں کو گرفتار کر لیا مگر ملاؤں نے شور ڈالا اور قاتلوں کو قومی ہیرو بنا کر پیش کیا۔ ان کی رہائی کے لئے ایک ذیلی تنظیم بنائی گئی اور لوگوں سے فنڈ اکٹھے کئے گئے۔

(۳)...... شکارپور سندھ کے قائم مقام امیر مظفر احمد صاحب شرما ایڈووکیٹ کو ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو شہید کیا گیا۔ ان کو بھی ختم نبوت کے ملاؤں کی طرف سے ایک عرصہ سے قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں۔ اخبارات میں دھمکیوں کے خطوط برابر شائع ہوتے رہے۔ اور لوگوں کو قتل پر اکسایا جاتا رہا مگر حکومت کے کارندوں نے ان کا مطلق نوٹس نہ لیا۔ شرما صاحب بازار میں موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ کسی نے پیچھے سے فائر کر کے ان کو شدید زخمی کر دیا۔ فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ زخموں کی تاب نہ لا کر جام شہادت نوش کر گئے۔

(۴)...... چند ہفتے قبل ۷ر جولائی ۱۹۹۸ء کو واہ کینٹ میں رہائش پذیر ۶۲ سالہ احمدی مکرم ایوب اعظم صاحب کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔ مرحوم واہ آرڈیننس فیکٹری میں ایک شعبہ کے اسسٹنٹ منیجر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ مدت سے صاحب فراش تھے اور چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ بڑی مشکل سے شام کے وقت گھر سے نکلتے اور آہستہ آہستہ تھوڑی دور ایک دوکان تک تشریف لے جاتے اور پھر واپس آ جاتے۔ یہی ان کا معمول تھا۔ ۷ر جولائی کی شام کو حسب معمول گھر سے نکلے اور دوکان پر پہنچ کر ستانے کے بعد واپس آ رہے تھے کہ تین آدمیوں نے فائر کھول دیا۔ ان کو ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔

قاتلانہ حملے

(۱)...... جماعت احمدیہ کھڈال کے ایک عہدیدار نذیر احمد پر فائرنگ کی گئی۔ ان کی ٹانگ پر گہرے زخم آئے مگر جان محفوظ رہی۔ حملہ آور جماعت احمدیہ کا شدید ترین دشمن تھا۔

(۲)...... مانسہرہ میں خدام الاحمدیہ کے قائد عدیل احمد کو ختم نبوت کے کارکنوں نے گھیرے میں لے کر سخت زدوکوب کیا۔

(۳)...... چک جھمرہ میں مخالفین کے ایک ہجوم نے منور احمد صاحب کو جو کچھ عرصہ قبل بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے پکڑ کر زمین پر گھسیٹا اور لاتوں اور مکوں سے مار مار کر ان کو شدید زخمی کر دیا۔

(۴)...... ڈیرہ غازیخان کے ایک علاقہ مجاہد آباد میں مسجد احمدیہ میں تین احمدی نوجوان نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک حملہ آور مسجد میں گھس آیا اور ان پر آٹومیٹک پستول سے فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں بلال ناصر قائد خدام الاحمدیہ شدید زخمی ہوئے اور انہیں آپریشن کے لئے فضل عمر ہسپتال ربوہ پہنچایا گیا۔

(۵)...... ۲۴ر اپریل کو کراچی کے ایک نوجوان محمد اختر شاہ صاحب کو جب وہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد گھر واپس آرہے تھے تو مخالفین کے ایک ہجوم نے پکڑ لیا۔ اور ان کو شدید زدوکوب کیا گیا۔ یہ ہجوم نزدیکی مسجد سے نکلا تھا جو ملاؤں کی تقریر سے سخت مشتعل تھا کیونکہ ملاں نے محمد اختر شاہ صاحب کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کرتا ہے اور لوگوں کو مرتد کرتا ہے۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر محمد اختر شاہ صاحب کی جان بچائی اور ان کو مخالفین کے چنگل سے چھڑایا اور تھانہ لے گئے جہاں مخالفین نے پولیس پر دباؤ ڈالا کہ ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ چنانچہ محمد اختر شاہ صاحب کے خلاف نقض امن کی دفعات کے تحت مقدمہ درج ہوا مگر کسی ملاں کو جو اصل ملزم تھے کچھ نہ کہا گیا۔

احمدیہ مساجد پر قبضہ کی کوششیں

(۱)...... کھاریاں میں ایڈیشنل سیشن جج نے جماعت احمدیہ کو اپنی مسجد میں داخل ہونے سے منع کر دیا اور اسے مخالفین کے حوالے کر دیا۔ اس نے کہا کہ احمدی چونکہ غیر مسلم ہیں اس لئے انہیں مسجد استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔

(۲)...... دوالمیال میں بھی ایک عرصہ کے لئے احمدیوں کو ان کی مسجد سے بے دخل کر دیا گیا۔

(۳)...... گولیکی میں واقع جماعت احمدیہ کی مسجد کو مقامی مجسٹریٹ نے سیل کر دیا۔

(۴)...... سندھ کے علاقہ ٹنڈو اللہ یار میں باوجودیکہ احمدیوں نے مقامی اتھارٹی سے مسجد بنانے یا اس کی توسیع کرنے کی اجازت حاصل کر رکھی تھی، مخالفین نے ان کو مسجد بنانے یا توسیع کرنے یہانتک کہ مرمت کرنے سے بھی روک دیا۔

(۵)...... کراچی کے حلقہ ڈرگ روڈ کالونی میں واقع احمدیہ مسجد کو جس میں گزشتہ ۲۵ سال سے احمدی مسلمان نماز ادا کرتے آرہے تھے، کو پولیس نے سیل کر دیا اور تمام نمازیوں کو مسجد سے نکال دیا۔ پولیس کی موجودگی میں کوئی ایک ہزار کے لگ بھگ مخالفین کے ہجوم نے مسجد کو گھیرے رکھا۔ مسجد پر خشت باری کی گئی، ٹیلیفون کی لائنیں کاٹ دی گئیں مگر پولیس نے مظاہرین کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا۔

احمدیت کی مخالفت میں جلسے اور جلوس

پاکستان کے طول و عرض میں کئی مقامات پر اکثر ملاں جلسے اور جلوس منعقد کرتے رہتے ہیں جن میں جماعت احمدیہ کے اکابرین پر دشنام طرازی کی جاتی ہے اور سخت اشتعال انگیز تقاریر کی جاتی ہیں۔ جمعہ کے خطبات میں بھی عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف اکسایا جاتا ہے۔ احمدیوں کے قتل کی ترغیب دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ۶ر ستمبر ۱۹۹۷ء کو اوکاڑہ کے نواحی چک میں تین ملاؤں نے جلسوں میں لوگوں کو احمدیوں کے قتل کی ترغیب دی۔

پتوکی میں جامع مسجد کے ملاؤں نے فتویٰ دیا کہ پاکستان کی اسلامی حکومت کو تمام احمدیوں کو قتل کر دینا چاہئے کیونکہ وہ مرتد ہیں۔

حال ہی میں ڈاکٹر اسرار احمد، امیر تنظیم اسلامی کا ایک بیان اخبار جنگ ۱۱ر جولائی ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کہا: "حکومت اور مسلمان قادیانیوں کو سرعام قتل کر دیں"۔

توہین رسالت کے مقدمات

دنیا بھر میں ہر ذی ہوش انسان جس نے احمدیت کا معمولی سا بھی مطالعہ کیا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا اوڑھنا بچھونا ہی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کام کرنا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کو ہی اپنا آقا اور مطاع یقین کرتے ہیں۔ خود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی زمان اور مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

مگر ملاؤں کی منطق ملاحظہ فرمائیے کہ اگر ایک احمدی درود پڑھتا ہے یا قرآنی آیات کی تلاوت کرتا ہے یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھتا ہے تو وہ توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے اور اس پر قانون کی دفعہ 295/C کا اطلاق ہوتا ہے اور اس جرم کی سزا صرف موت مقرر کی گئی ہے۔ گویا درود پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا اتنا بڑا جرم ہے کہ ہر احمدی کو موت کی سزا ملنی چاہئے۔ احمدیوں پر توہین رسالت کے مقدمات تو بے شمار ہیں مگر یہاں صرف چند مثالیں دینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے:

(۱)...... نومبر ۱۹۹۳ء میں ایک مخالف سلسلہ کی گواہی پر پپلاں ضلع میانوالی کے مکرم ریاض احمد صاحب نمبردار اور ان کے چند عزیزوں پر دفعہ 295/C کے تحت ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ ان پر الزام یہ لگایا گیا کہ انہوں نے کہا کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معجزات کی تعداد رسول کریم ﷺ کے معجزات کی تعداد سے زیادہ ہے۔ اس نہایت بودے اور جھوٹے الزام کی وجہ سے مخالفین نے ان کی ضمانت کی درخواست عدالتوں میں منظور نہ ہونے دی اور عرصہ چار سال سے اوپر ہو گیا ہے کہ یہ احمدی جیل میں بند ہیں۔

(۲)...... شرقپور ضلع شیخوپورہ میں مربی عبدالقدیر صاحب اور ان کے دو عزیزوں کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعہ 298/A ۲۸ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو درج کیا گیا۔ ان کا جرم احمدیت کی تبلیغ بتایا گیا۔ ساڑھے چھ سال کی

مقدمہ بازی کے بعد مارچ ۱۹۹۵ء میں جب مخالفین کے وکلاء اس دفعہ کے تحت جرم ثابت نہ کر سکے تو مخالف فریق نے مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست دی کہ 298/C کی بجائے دفعہ 295/C کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔ مجسٹریٹ نے کیس سیشن جج کو بھجوا دیا مگر سیشن کورٹ نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 295/C (توہین رسالت) کا اطلاق اس کیس پر نہیں ہوتا۔ اور دوبارہ کیس مجسٹریٹ کو واپس بھجوا دیا۔ اس دوران سیشن جج تبدیل ہو چکے تھے اس لئے مجسٹریٹ نے پھر اصرار کیا کہ مقدمہ توہین رسالت کا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا مگر اس نے درخواست رد کر دی۔ سپریم کورٹ نے بھی استدعا نہ سنی بلکہ سیشن جج کو لکھا کہ وہ اس کیس کا فیصلہ دو ماہ کے اندر کرے چنانچہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ رانا زاہد محمود نے یکم دسمبر کو فیصلہ سناتے ہوئے تینوں احمدیوں کو عمر قید اور ۵۰ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

(۳)......۱۹۹۶ء کے آخر میں سندھ میں نگران حکومت نے ایک احمدی کنور ادریس صاحب کو اپنی کابینہ میں شامل کر لیا۔ احمدی ہونے کی وجہ سے کنور ادریس صاحب کے خلاف ملاؤں نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ ان کو وزارت سے ہٹانے کے مطالبات ہونے لگے۔ احمدیوں کو ملک کا غدار کہا گیا۔ اس موقعہ پر اخبار جنگ نے کنور ادریس صاحب کا انٹرویو شائع کیا جس میں انہوں نے حقائق بیان فرمائے۔ اس انٹرویو میں اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی وجہ سے اور چونکہ اخبار میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا ایک خط جو انہوں نے کنور ادریس صاحب کو تحریر فرمایا تھا کا عکس بھی شائع کیا گیا تھا اور خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھا اس لئے کنور ادریس صاحب اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات قائم کر دئے گئے۔

یہ اور اس قسم کے بیشمار ظالمانہ اقدامات پر ہم صرف یہی کہتے ہیں کہ تم جو ظلم و ستم چاہتے ہو کرو خدا کا کلام برحق ہے کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ ناکامی ہمارے دشمنوں کا مقدر ہے اور انجام کار فتح ہماری ہے۔

تعلیم و تربیت کا آسمانی نظام

ایم ٹی اے کا پس منظر اور برکات

عبدالسمیع خان - ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

۱۹۰۰ء میں جب بیسویں صدی عیسوی کا آغاز ہوا تو جماعت احمدیہ کی عمر ۱۱ سال تھی۔ ہندوستان میں چنیدہ سعید روحوں نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کر لی تھی اور ہندوستان سے باہر کئی ممالک میں آپ کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ کئی احمدی بھی موجود تھے مگر کہیں بھی کوئی تنظیمی ڈھانچہ وجود میں نہیں آیا تھا۔

مرکز احمدیت قادیان کی کل آبادی ۴۰، ۵۰ گھرانوں پر مشتمل تھی۔ جن میں سے اکثریت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت معاند اور جانی دشمن تھے۔ قادیان پہنچنا کار دارد تھا۔ سعید روحیں گڑھوں بھرے راستوں سے گزر کر در حبیب پر آتی رہیں مگر یہ تعداد بہرحال محدود تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے رابطہ قادیان آنے والے زائرین سے بالمشافہ ملاقاتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل طریق پر تھا۔

۱۔ حضور کے اسفار۔

۲۔ حضور کی کتب، اشتہارات اور خطوط۔

۳۔ سلسلہ کا اخبار الحکم جو ۱۸۹۸ء سے قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا اور بالکل بچپن کی حالت میں تھا۔ اس وقت قادیان میں صرف ایک پریس تھا جس کی بنیاد ۱۸۹۵ء میں ڈالی گئی تھی اور اس کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔

اس زمانہ کے ہندوستان میں رسل و رسائل کا نظام بھی بہت کمزور تھا۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ حضور کی کتب و اشتہارات کی اشاعت بھی بہت محدود تھی ان کا ہر احمدی تک پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ بلکہ اردو، عربی اور فارسی زبانوں سے نابلد دنیا کی فہم سے بھی بالا تھا۔

ان سب مشکلات پر مستزاد یہ کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت زبانی دعووں سے گزر کر پر تشدد دور میں داخل ہو چکی تھی۔

۱۹۰۰ء میں حضور کے گھر اور مسجد مبارک کو ملانے والا راستہ مخالفین نے دیوار کھینچ کر بند کر دیا جو کئی ماہ کی عدالتی کارروائیوں کے بعد کھولا گیا۔

۱۹۰۱ء میں کابل میں حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کو شہید کر دیا گیا اور دو سال بعد ۱۹۰۳ء میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی شہادت کا المناک حادثہ رونما ہوا۔

اس پس منظر میں کون کہہ سکتا تھا کہ تحریک احمدیت نہ صرف زندہ رہے گی بلکہ اس کا زندگی بخش پیغام ایک عالم کی حیاتِ نو کا نقیب بن جائے گا۔ دنیا تو ہر لحہ احمدیت کو موت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی مگر آسمان کا خدا کہہ رہا تھا:

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

"ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی"

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور دین واحد پر جمع کرے"۔

اور آج جبکہ ہم اکیسویں صدی کے دہانے پر کھڑے ہیں تاریخ کی آنکھ جماعت احمدیہ کو ایک بالکل مختلف تناظر میں دیکھ رہی ہے۔ مسیح موعودؑ کا پیغام زمین کے کناروں تک گونج رہا ہے۔ دنیا کے ۱۵۳ سے زائد ملکوں میں اس کا پرچم لہراتا ہے۔

جماعت احمدیہ ہر ملک میں سینکڑوں مضبوط

جماعتوں کی شکل میں قائم ہے اس کا مالی نظام طوعی، رضاکارانہ مگر مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ یہ تمام اسلامی فرقوں میں سب سے زیادہ منظم فرقہ ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد بیعت کر کے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ ساری جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ اس کے امام اور عام فرد میں کوئی فاصلہ نہیں رہا۔ ہر احمدی اپنے امام کی تازہ ترین ہدایات اور تحریکات سے ہمہ وقت آگاہ رہ سکتا ہے۔

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے ؎

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

جماعت احمدیہ کی زندگی کے یہ دو تناظر مذہب کے طالبعلم کے لئے دلچسپ موازنے کا گہرا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔

پہلا دور گویا احمدیت کے تخم کو زمین میں بونے کا دور تھا اور آج اس تناور اور بلند وبالا درخت کے فضاؤں میں بلند تر ہونے کا دور ہے۔ اسی دور کو ہم احمدیت کے فضائی دور کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس دور کا سہرا ایم ٹی اے (MTA) کے سر ہے۔

ایم ٹی اے کی ضرورت

ایم ٹی اے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ضرورت بھی خود ہی پیدا کی اور خود ہی اسے پورا کرنے کے سامان ظاہر فرمائے۔ یوں تو جماعت کافی دیر سے عالمی رابطہ کی ضرورت محسوس کر رہی تھی مگر اس کی طلب میں اس وقت بے پناہ اضافہ ہو گیا جب خلافت رابعہ کے دور میں جماعت ترقی کے نئے سنگ میل نصب کرنے لگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے ٹھیک سو سال بعد حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۲ء میں خلیفۃ المسیح الرابع کے طور پر حلف اٹھایا۔ اس وقت جماعت احمدیہ دنیا کے قریباً ۸۰ ملکوں میں قائم تھی۔ ۱۹۸۳ء کے شروع میں ہی آپ نے دعوت الی اللہ کی سکیم کا ازسرنو احیاء کیا اور تمام احمدیوں کو داعی الی اللہ بننے کا ارشاد فرمایا۔

پھر آپ نے اس مضمون پر مسلسل خطبات ارشاد فرما کر جماعت میں بے پناہ جوش و جذبہ پیدا کر دیا جس کے نتیجہ میں مخالفین کی نیندیں حرام ہو گئیں۔

امام جماعت احمدیہ سے ملنے کے لئے آنے والے ہجوم در ہجوم لوگوں کو دیکھ کر حکومت پریشان ہو گئی۔ اور ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو وہ کالا ظالمانہ آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کے تحت جماعت احمدیہ کے سربراہ کی پاکستان میں موجودگی ناممکن بنا دی گئی۔ چنانچہ الٰہی اشاروں اور بشارتوں کے تابع حضور انور ایدہ اللہ انگلستان تشریف لے گئے۔

یہ واقعہ احمدیت کی تاریخ میں ناقابل بیان صدمات لے کر آیا۔ مگر اسی تاریکی سے نور کے وہ سوتے پھوٹے جنہوں نے کل عالم کے لئے روشنی کے سورج چڑھا دئے۔

حضور کے سفر ہجرت کی وجہ سے پاکستان کا ہر احمدی گھرانہ ایک مذبح خانہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ شمع اور پروانوں کے مابین ناقابل عبور فاصلے حائل ہو چکے تھے۔ احمدی اپنے امام کی براہ راست رہنمائی سے محروم ہو چکے تھے۔ وہ موہنی صورت آنکھوں میں بسائے ہوئے آنسوؤں کی راہ سے پگھل رہے تھے۔

مگر اس عُسر کے ساتھ یُسر کے وسیع دور مقدر تھے۔ حضور کے یورپ میں پہنچتے ہی اسلام کا سورج مغرب کی طرف چڑھتا دکھائی دینے لگا۔

بیعتیں جو پہلے چند سو سالانہ تھیں سینکڑوں میں داخل ہو گئیں۔ ہزاروں میں تبدیل ہوئیں اور پھر لاکھوں کے عدد عبور کر گئیں۔ اس میں بیسیوں اقوام اور بیسیوں ممالک کے سینکڑوں مختلف زبانیں بولنے والے لوگ تھے۔ ان سب کی تربیت اور اصلاح ایک بہت بڑے اور وسیع نظام کا تقاضا کر رہی تھی جس کے ذریعہ وہ خدا کے خلیفہ کا حق المقدور قرب حاصل کر سکیں۔

جماعت کی نئی نسل خصوصاً واقفین نو مستقبل کے مبلغ اور خدام دین اپنے امام کی براہ راست توجہ اور رہنمائی کے محتاج تھے۔ جماعت کے لٹریچر پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔ ان کی اشاعت اور ابلاغ ایک اور بہت بڑا چیلنج تھا جو جماعت کو درپیش تھا۔

احمدیت کے خلاف جھوٹ پر مشتمل جو عالمی پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا اس کا جواب دینے کے لئے احمدیوں کو اجازت نہیں تھی۔ ایسے زہریلے مواد کا توڑ بھی وقت کی اہم ضرورت تھا۔ خصوصاً ایسے ممالک جہاں احمدیت کے پیغام کی اشاعت پر مکمل پابندی ہے اور وہاں داخلے کے تمام زمینی ذرائع بند ہیں وہاں صرف کوئی آسمانی حربہ ہی کام دے سکتا تھا۔

کیسٹس کا نظام

خلافت کے ساتھ جماعت کے براہ راست رابطہ کو زندہ رکھنے کے لئے حضور کے خطبات کی کیسٹس بھجوانے کا طریقہ شروع کیا گیا۔ مگر بے پناہ محنت اور بے تحاشا خرچ کے باوجود یہ کیسٹس جماعت کے صرف ایک حصہ تک پہنچ پاتی تھیں۔ پھر مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شروع ہوئے مگر ان تراجم میں خلیفہ وقت کا پیغام پوری شوکت کے ساتھ نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے ایک راہ تو تھی مگر اطمینان نہیں تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ اس نظام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عرصہ دس سال کا گزر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کیسٹس کے ذریعہ سے خلیفہ وقت کا تمام دنیا کے احمدیوں تک پیغام پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ پہلے صرف آڈیو کیسٹس کے ذریعہ یہ پیغام پہنچانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ پھر ویڈیو کیسٹ بیچ میں شامل ہو گئیں۔ لیکن بے حد محنت کے باوجود بہت ہی جانکاہی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود بہت ہی معمولی، کم حصہ تھا جماعت کا جس تک یہ آواز پہنچ سکی۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کئی ممالک میں بعض رضاکار خدمت کرنے والوں

کی ٹیمیں ہیں جو بہت وقت خرچ کرتی ہیں اور ایک کیسٹ سے آگے کیسٹس بنانا، اس بات کا خیال رکھنا کہ کوالٹی اچھی ہو۔ پھر مختلف پتوں پر ان کو بھجوانا۔ ان کے حسابات رکھنا بڑا لمبا محنت کا کام ہے۔ لیکن جماعت کرتی رہی۔ پھر بھی بہت ہی تھوڑی تعداد ہے احباب جماعت کی جن تک یہ پیغام براہ راست خلیفہ وقت کی زبان میں پہنچتے تھے۔ وجہ اس کوشش کی یہ تھی کہ میرا تجربہ ہے کہ جو بات خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہ راست خلیفہ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایت کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے کہ فلاں خطبہ میں خلیفہ وقت نے یہ بات کہی تھی اور خطبے میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا، ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اطاعت تو پھر بھی کی جاتی ہے خواہ پیغام کسی کے ذریعہ پہنچے لیکن پیغام کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والے میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ جس جذبے کے ساتھ، جن باتوں کو ابھار کر، نمایاں کر کے، پیغام دینے والا پیغام دے رہا ہے بعینہ اس پیغام کو اس طرح آگے پہنچائے کہ اس کے جذبات اس کے زیر و بم تمام کے تمام پیغام کے ساتھ دوسرے شخص تک منتقل ہوتے جائیں۔ کوالٹی کا بیچ میں ضائع ہونا یعنی اس کے مزاج کا بیچ میں ضائع ہو جانا ایک ایسی طبعی بات ہے کہ انسان کی یادداشت تو زیادہ بھولتی ہے لیکن الیکٹرانکس کی یادداشت کے ذریعے جو پیغام کیسٹ سے کیسٹ میں منتقل کئے جاتے ہیں تیسری، چوتھی، پانچویں جنریشن (Generation) میں جا کے کیسٹ کا مزاج ہی بدل جاتا ہے اور وہ بات ہی نہیں رہتی جو پہلی کیسٹ میں تھی اس لئے مدر کیسٹ (Mother Cassette) کو ہمیشہ سنبھال کر رکھا جاتا ہے تاکہ اس سے آگے بار بار اسی سے آگے دوسری کیسٹ تیار کی جائیں۔ یہ مشکل تھی جس کی وجہ سے جماعت نے کوشش کی کہ کیسٹ کے ذریعہ پیغام پہنچے تو براہ راست، براہ راست تو نہیں کہہ سکتے کیسٹ کے واسطے سے پورا پیغام احباب جماعت خود سنیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت محنت کے باوجود وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکا۔ بعض جماعتوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہاں اگر دس ہزار آبادی ہے تو بمشکل دو یا چار سو ایسے احمدی ہیں جو استفادہ کر سکتے تھے یا کرتے رہے۔ اور باقی کے متعلق محض رپورٹ ہی ملتی رہی کہ کیسٹس بھجوائی جا رہی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ ۸/جنوری ۱۹۹۳ء)

ان حالات میں امام اور جماعت کے درمیان ایک ایسے رابطے کی ضرورت تھی جس میں کوئی دوسرا وجود حائل نہ ہو۔ اور اگر زبان سمجھ نہ بھی آئے اور ترجمہ سن رہے ہوں تب بھی امام کے دلی تاثرات آنکھوں کی راہ سے دلوں میں اتریں اور ہیجان پیدا کریں۔

یہ ضرورت تھی جو خدا نے ایم ٹی اے کے ذریعہ خود پوری فرمائی اور تمام ممکنہ ضمنی فوائد سے بھی متمتع فرمادیا۔

خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
نکل گیا تھا جو گھر سے کبھی خدا کے لئے
یہ کارہائے غریب الدیار بھی دیکھیں
جو منتظر ہیں دم عیسیٰ و عصا کے لئے

چراغ راہ

ایم ٹی اے کے پس منظر کا ایک بہت بڑا پہلو جماعت احمدیہ کا وہ جہاد ہے جو اس نے دجالی طاقتوں کے خلاف جاری کیا ہوا ہے۔ ٹیلی ویژن ایک بہت مفید ایجاد ہے جس سے دنیا کو اخلاق اور امن کے سبق دے کر جنت نظیر بنایا جا سکتا ہے۔ مگر عیسائی اور لامذہب طاقتوں نے اس کو بے حیائی اور بدکرداری پھیلانے کے لئے سب سے مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور سیٹلائٹ کے دور میں تو یہ کیفیت ایک زہریلے سمندر کی مثال اختیار کر گئی ہے جس نے ایمان اور فطرت کا ہر خرمن اور خوشہ جلا کر راکھ کر دیا ہے۔

صرف پاکستان کی مثال لیں۔ پاکستان میں ۳۶ چینلز کو مختلف ڈشوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ان میں انڈیا کے ۳۶، برطانیہ کے ۹، فرانس کے ۵ اور چین کے ۱۷ چینل ہیں۔ ایک ہفتے میں سات چینلز کے ذریعہ قریباً ۱۰۰ بھارتی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ اور یہ فلمیں سراسر گند سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اوپر سے نیچے تک گندی، کھوکھلی اور روزمرہ کے مذاق کو برباد کرنے والی۔ نہ ادب کا کچھ رہنے دیتی ہیں، نہ شعریت کا۔ محض بے ہودہ اور پھر ایسے توہمات میں مبتلا کرنے والی جو انسان کو جانوروں سے بھی گرا دے۔

اس خطرناک اور تباہ کن صورت حال میں خدا کے مسیح اور اسکی جماعت نے ہی انسان کو ایک روشنی اور سچائی کا رستہ دکھایا۔ دنیا کی تاریخ میں ٹیلی ویژن کو پہلی دفعہ اعلیٰ روحانی اقدار کے لئے استعمال کیا گیا جو موت کے منہ سے انسان کو کھینچ کر لے آیا ہے۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے کہ:-

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

محبت کا تو اک دریا رواں ہے

اس سیٹلائٹ نظام نے خلافت کے ساتھ محبت اور پیار کے دریا کناروں سے اچھال دئے ہیں اور اس تعلق میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور خلافت احمدیہ حقیقی معنوں میں کل عالم کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔

ایسا نور، ایسی سچائی اور ایسی صداقت ہے کہ جی بھر کے دیکھنے کے باوجود جی نہیں بھرتا بلکہ پیاس بڑھتی چلی جاتی ہے جو ہر نئے گھونٹ کے ساتھ محبت کے نئے جام پلا دیتی ہے۔ پھر یہی محبت امام وقت کے وجود سے سورج کی طرح پھوٹتی اور سب دنیا میں جلوے دکھاتی ہے۔ اس برکت کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے۔ جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک سو چالیس ملکوں میں پھیلی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمعیت رکھتی ہے۔ ایک مرکز رکھتی ہے اور دور دور پھیلے ہوئے احمدی احباب کے دل آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے، خواہ بنگلہ دیش میں، ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں اس تکلیف کی جب بھی خبر دنیا میں پھیلتی ہے، جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو یوں محسوس کرتی ہے کہ ہماری ہی تکلیف ہے۔ اور عجیب اتفاق ہے، اتفاق تو نہیں یعنی خدا کی تقدیر کا ایک حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے۔ اور ہر ایسے موقعہ پر تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔ چنانچہ اسیران راہ مولا کے معاملے میں مسلسل، ہمیشہ دنیا کے کونے کونے سے لوگ مجھ سے ہمدردی کرتے رہے، فکر کا اظہار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوں کے حوالے سے لکھتی رہیں کہ جب آپ ان کا ذکر کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں میں نمی آجاتی ہے تو ہمارے بچے بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک ماں نے لکھا کہ بچہ رو پڑا، اس نے رومال نکالا، دوڑا دوڑا گیا، میرا ذکر کر کے کہ ان کے آنسو پونچھوں۔ اب یہ جو واقعہ ہے یہ اللہ کے اعجاز کے سوا ممکن نہیں ہے۔ اس مادہ پرست دنیا میں کوئی ہے تو دکھائے کہاں ایسی باتیں ہیں۔ یہ حضرت محمد ﷺ ہی کا اعجاز ہے"۔ (خطبہ جمعہ ۲۴ر جون ۱۹۹۴ء)

ب

اس کنبے میں سب کی خوشیاں ساجھی ہیں
ایک ہو خوش تو لاکھوں چہرے کھلتے ہیں
بانٹتے ہیں ہم سارے غم اک دوجے کے
ایک کو دکھ ہو لاکھوں کے دل دکھتے ہیں

حضور پرنور نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء کے لئے لندن سے بذریعہ سیٹلائٹ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"آج ہماری تصویریں جیسے آج ہم یہاں سے دکھائی دے رہے ہیں۔ اہل قادیان ہی نہیں تمام دنیا کے دوسرے ممالک میں احمدی اور دیگر مہمان دیکھ رہے ہیں۔ اور میری چشم تصور مختلف جگہوں پر گھومتے ہوئے مختلف نظارے دیکھ رہی ہے مجھے اہل ربوہ بھی دکھائی دے رہے ہیں، مجھے پاکستان کی جماعتوں میں کراچی کی جماعت بھی دکھائی دے رہی ہے، لاہور کی بھی، شیخوپورہ کی بھی اور سرگودھا کی بھی اور سیالکوٹ کی وہ جماعتیں بھی جن کے گاؤں میں رہنے والے ایسے معمر احمدی جو زندگی کے آخری دموں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ دوبارہ مجھے دیکھ سکیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے مواصلاتی سیارے کے ذریعے جو انتظام فرمائے اس کے ذریعے ایک قسم کی ملاقات ان سے ہو گئی"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱؍جنوری ۱۹۹۳ء)

احباب جماعت نے اپنے خطوں میں جس طرح والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے اس کا تذکرہ حضور نے متعدد خطبات میں فرمایا ہے۔ فرمایا:

"ایک دوست لکھتے ہیں۔ آپ سے ملاقات کا ایک عجیب سا موسم شروع ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان معنوں میں بہت پیارے انداز میں "موسم ہوتے ہیں لوگوں کے آنے کے بھی اور جانے کے بھی" فرمایا ہے۔ آپ زیادہ پڑھے لکھے دوست نہیں ہیں جن کا یہ خط ملا مگر دیکھیں کیسے پیارا فقرہ لکھا ہے۔ آپ سے ملاقات کا ایک عجیب موسم شروع ہوا ہے۔ جس میں جو سرور ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

ایک لاہور کے نوجوان لکھتے ہیں عالمی بیعت کے وقت آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور جسم پر کپکپاہٹ طاری تھی یوں لگتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ حجاب توڑ کر ہمارے جلسے میں شریک ہے۔ اس دن پوری دنیا گنگ تھی اور صرف خدائی بول رہی تھی۔ اس روز پروردگار نے ہماری پیاسی روحوں کی پیاس کو بجھا دیا۔

اور بعض لکھتے ہیں کہ، بجھا دیا اور بھڑکا بھی دیا۔ آپ کا خطبہ ختم ہوتے ہی بجھی ہوئی پیاس بھڑک اٹھتی ہے اور اگلے جمعہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے"۔

ایک دوست لکھتے ہیں، "ڈش انٹینا کے ذریعے خطبات سن کر اپنے اندر بہت تبدیلی محسوس کر رہا ہوں۔ پہلے میں نمازوں میں ست تھا اب باقاعدگی سے توفیق مل رہی ہے۔ دینی کاموں میں بھی حصہ لینے لگا ہوں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے گم شدہ چراغ مل گیا ہو" ماشاءاللہ، کیا شان ہے۔ ایک چھوٹے سے قصبہ سندھ کے قصبے سے خط آیا ہے اور زبان دیکھیں ایمان اور محبت کے اثر سے زبان زندہ ہو گئی ہے۔

ایک صاحبہ لکھتی ہیں۔ ہر جمعہ بچوں کو لے کر خطبہ سننے جاتی ہوں۔ یہ جمعہ کا دن سب پروگراموں پر بھاری ہے۔ میں جو جمعہ کے دن ٹی وی ڈرامہ دیکھنے کے لئے بیتاب ہوا کرتی تھی اب تو دل صرف خطبہ سننے کے لئے بیتاب رہتا ہے۔

ایک اور خاتون لکھتی ہیں ہم ٹی وی پر آپ کو دیکھتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ میرے خیال میں اس ڈش انٹینا نے ہم لوگوں پر سب سے بڑا احسان کیا ہے اور معصوم بچوں پر خصوصی طور پر۔ جمعہ کو ہم آقا سے ملاقات کروانے کے لئے ترستے رہتے تھے اب یہ حضور اقدس کو دیکھ کر خاموشی سے بیٹھ جاتے ہیں۔ ذرا شور نہیں کرتے اور مصروف عورتیں جو دن میں کئی مجبوریوں کی وجہ سے مسجد میں نہیں آسکتی تھیں وہ بھی رات کو مسجد میں باقاعدگی سے آتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جو ابھی اتنے سمجھدار نہیں ہیں وہ حضور کو دیکھتے دیکھتے سو جاتے ہیں۔ اور خطبات لوری کا کام دیتے ہیں۔ جو میٹھی نیند سلا دیتے ہیں اور مائیں پرسکون ہو کر خلیفہ وقت کے خطبات سے مستفید ہوتی ہیں۔ مسجدیں پر رونق ہو گئی ہیں۔ اور کیا مرد، کیا بچے، کیا عورتیں، کیا بزرگ ایک نئے

ولولے سے زندہ ہو کر آنکھوں میں ایک نئی چمک لے کر واپس جاتے ہیں۔ سارا ہفتہ منتظر رہتے ہیں۔

واللہ کیسا پھل ملا ہے ہماری صبر آزما گھڑیوں کا۔ قریبی گاؤں کی عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ قافلے کی صورت میں احمدی آتے ہیں۔ کیا بتائیں ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ میرے چھوٹے بیٹے پر بھی خطبات دیکھنے کیوجہ سے آپ کی محبت کا ایک عجیب رنگ چڑھ گیا ہے۔ ہر وقت آپ سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے۔ روز پوچھے گا آج جمعرات ہے؟ مطلب یہ ہوتا ہے کہ کل جمعہ ہوگا؟"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۳ء)

پھر فرمایا: "جو خطوط مل رہے ہیں ان کی ساری باتیں تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا لیکن اتنے پیارے خطوط ہیں، ایسے عمدہ رنگ میں جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہر جمعہ پہ دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ان میں آپ کو بھی یعنی سننے والوں کو شریک کروں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک احمدی رسالے میں ایک نوجوان احمدی شاعر کا ایک شعر پڑھا تھا۔ عبدالکریم قدسی صاحب ان کا نام ہے۔ ان کا مقطع تھا وہ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ وہ شعر یہ تھا۔

آ تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گیا
آ قدسی کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

اب تو یہ ایک قدسی کے دل کی آواز نہیں رہی اب تو لاکھوں دلوں سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ

آ تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گئے
آ ہم سب کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

تو دعا کریں کہ واقعۃً سینے سے لگنے اور سینے سے لگانے کے سامان ہوں اور روحانی لحاظ سے تو جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ انشاء اللہ تمام احمدیوں کے دل ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ تمام احمدیوں کے سینے ایک دوسرے سے مل جائیں گے"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء)

"بعض جگہوں سے خبریں ملیں کہ ایک گاؤں چھوڑ کر جہاں بجلی بند ہو گئی تھی مرد، عورتیں اور بچے پیدل بھاگے ہیں دوسرے گاؤں کہ شاید وہاں بجلی ہو اور ہم دیکھ سکیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴ جون ۱۹۹۵ء)

احمدیہ نقطۂ نظر کی ماسٹر کاپی

خلافت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو نور فراست اور عرفان نصیب کیا ہے خلافت اس کے ذریعہ نہ صرف عالم احمدیت کی بلکہ تمام عالم کی رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس طرح منبر خلافت سے جو آواز اٹھتی ہے وہ جماعت احمدیہ کے موقف کی ماسٹر کاپی ہے جس سے تمام دنیا کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے ذریعہ بلا تاخیر اطلاع ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کی روشنی آگے پھیلانے لگتے ہیں۔

عالمی سیاسیات، اقتصادیات اور دیگر سماجی اور معاشرتی مسائل پر خلافت احمدیہ کا موقف سننے کے لئے اب دانشور منتظر رہتے ہیں اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

خلیفۂ وقت کی تحریکات

اسی ایم ٹی اے کے ذریعہ خلافت احمدیہ کی نئی تحریکات تمام احمدی خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے سنتے ہیں اور علم و عمل کی نئی راہیں متعین ہوتی ہیں۔

حضور کے وہ خطبات جو ایم ٹی اے کے قیام سے پہلے کے ہیں وہ بھی دوبارہ نشر کئے جا رہے ہیں اور تازہ خطبات بھی وقفے وقفے سے دہرائے جاتے ہیں تاکہ امام کا کوئی پیغام متبعین سے اوجھل نہ رہے۔ حضور نے فرمایا:

"چونکہ اب یہ خطبے براہ راست سنائے جاتے ہیں اس لئے اب وہ فکر نہیں رہی کہ منتظمین بات سنیں اور آگے پہنچائیں۔ اور پانی کھیتوں تک پہنچنے کے بجائے کھالیں ٹوٹ ٹوٹ کر بہہ جائے۔ اب تو خدا کے فضل سے ایک ایک پودا نظر کے سامنے ہے اور میں ان کو اپنی ایمان اور محبت کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اور وہ مجھے براہ راست اپنی جسمانی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں تو اس کی بڑی برکت ہے۔ اتنی جلدی دنیا سے جواب آتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ایک تحریک شروع ہوئی اور فوراً دنیا کے کونے کونے سے فیکسز آنی شروع ہو گئیں۔ ہماری طرف سے یہ حاضر ہے، یہ حاضر ہے۔ اب یہ پروگرام بنا رہے ہیں۔ اس سے پہلے مہینوں لگ جایا کرتے تھے۔ اور اس کے باوجود بھی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ بھاری اکثریت ایسی تھی جس سے واقعۃً خلافت کا رابطہ کٹا ہوا تھا اور اب جب رابطہ قائم ہو رہا ہے تو حیرت انگیز پاک تبدیلیاں ہو رہی ہیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۳ء)

سایہ سایہ ایک پرچم دل پہ لہرانے کا نام
اے مسیحا تیرا آنا زندگی آنے کا نام

☆......☆......☆

احمدی کیسے لوگ ہیں

لاہور کے ایک ڈاکٹر جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے ایک احمدی مریضہ کا علاج کرتے رہے۔ اس دوران انہوں نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا تحریر کر کے الفضل کو اشاعت کے لئے بھجوایا ہے جو بعینہٖ شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں "یہ چند سطور نہ کسی لالچ میں اور نہ کسی کی فرمائش پر لکھی گئیں۔ یہ محض قولِ سدید کا تقاضا جانتے ہوئے لکھی گئیں"۔

ان ڈاکٹر صاحب کا نام بوجوہ ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

مجھے ایک فیملی سے متعارف ہونے کا موقعہ ملا۔ اور یہ تعارف اب ڈیڑھ سال کے عرصہ پر محیط ہو چکا ہے۔ اس عرصہ میں تقریباً ہر روز ان کے ہاں جانا ہوا۔ وجہ یہ کہ فیملی ہیڈ کی زوجہ محترمہ ڈیڑھ سال قبل سٹروک کا شکار ہوئیں جس سے ان کا دایاں بازو اور دائیں ٹانگ متاثر ہوئے اور مجھے بطور ایک فزیو تھراپسٹ یہ فرض نبھانا پڑا اور پڑ رہا ہے کہ میں روزانہ جا کر مناسب ورزشوں کی مدد سے بحالی صحت کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ پہلے سے کافی بہتر ہیں۔ مگر اس وقت مجھے جو بات کرنا ہے وہ مرض اور اس کے علاج کے بارے میں نہیں بلکہ قدرے مختلف ہے۔

میں ایک مذہبی آدمی ہوں کسی سے تعصب نہیں جستجو اور تجسس آنکھیں کھلی رکھنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ میرا اس احمدی فیملی کے گھر جانا ہوا۔ تو میرے ذہن میں ان اصحاب اور ان کے عقائد کے متعلق کچھ نقوش پہلے سے ثبت تھے۔ (تفصیل سے گریز کروں گا مبادا کسی کے لئے باعث تکلیف ہو) بہرحال میں اس احمدی خاندان سے متعلق ہوا تو میں نے بغور ان لوگوں کا مشاہدہ کرنا شروع کیا۔ اور آج ڈیڑھ سال کے بعد میں اپنے آپ کو کچھ کہنے پر مجبور پاتا ہوں۔ چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔

مریضہ بصد اصرار مجھے کہتی رہیں کہ جب آپ ورزش کرواتے ہیں تو کیا ساتھ دعا کرتے ہیں؟ اور انہوں نے مجھے دعا کے لئے تاکیداً کہا۔ اور بار بار یہ بھی کہا کہ ساتھ ساتھ درود شریف بھی پڑھتے جایا کریں۔ شروع میں تو میں چونکا کہ اس پہ اصرار کیوں۔ کیا یہ ایک غیر کو متاثر کرنے کی ترکیب تو نہیں۔ مگر جب اصرار مسلسل جاری رہا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ دعا پہ بہت یقین رکھتے ہیں اور درود کو بھی ایک ضروری وظیفہ جانتے ہیں۔ دعا کی بات میں نے اکثر اس گھر میں ہوتی سنی۔ دو یا تین دفعہ مجھے مرزا صاحب کا ٹیلی ویژن پہ خطبہ جمعہ سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ ایک میں تو وہ بھی دعائیں کرنے اور ان کی تاثیر کے متعلق بڑے موثر انداز میں بات کر رہے تھے۔ خطبہ جمعہ کے متعلق ایک اور بات بھی میں نے نوٹ کی۔ کہ ان کے ہاں بھی خطبہ مسنونہ وہی ہوتا ہے جو ہماری مسجدوں میں پڑھا جاتا ہے۔ اور پھر جس انداز میں حضرت رسول مقبول ﷺ کا ذکر اس جمعہ کی تقریر میں کیا گیا۔ اس نے بھی مجھے متاثر کیا۔ مجھے اب تسلیم ہے کہ یہ لوگ حضرت رسول کریم ﷺ کا احترام بھی کرتے ہیں اور عقیدت کا اظہار بھی۔ میرے کئی تاثرات غلط ثابت ہو رہے تھے۔

رمضان المبارک میں میں نے ساری فیملی کو پابند صوم و صلوٰۃ پایا۔ فیملی کے سربراہ کچھ روز نظر نہ آئے۔ معلوم ہوا اعتکاف میں بیٹھے ہیں۔ اس نے بھی مجھے سوچنے پہ مجبور کیا۔ باجماعت نماز ادا ہوتے دیکھی۔ سہ پہر کو بڑے انہماک سے انہیں ٹیلی ویژن سے درس قرآن سنتے ہوئے پایا۔

بچوں اور بڑوں کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔ میرا ایک اور شبہ بھی اس طرح زائل ہوا کہ قرآن کریم کی جو آیات ان سے یا مرزا صاحب سے سننے کا اتفاق ہوا۔ وہ تو وہی تھیں جو قرآن کریم میں ہیں پہلا تاثر کہ ان کا قرآن شاید مختلف ہے اس طرح زائل ہوا۔

دینی مسائل اور عقائد بیان ہوتے ہوئے میں نے کئی جگہ سنے۔ ہمارے عالم گہرائی میں اتر کر جب قرآنی معارف بیان کرتے ہیں تو سننے والے بہت متاثر ہوتے ہیں مگر جب میں نے ان عالموں کو قریب سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کی باتیں زبان تک ہی محدود ہو کے رہ جاتی ہیں۔ ان کے اندر جذب نہیں ہوتیں۔ نتیجتاً ان کے اخلاق پہ کوئی بہتر نقش ثبت نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے اس فیملی کے افراد کے اخلاق و کردار کا بھی مطالعہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ بچوں کو بھی صحیح تربیت دی جا رہی ہے اور بڑے بھی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ ہر ایک سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ اور یہ نمائشی عمل معلوم نہیں دیتا بلکہ یوں لگتا ہے کہ مسلسل تربیت کے نتیجہ میں یہ ان کی زندگی کا ایک انداز بن چکا ہو۔

الغرض اس تعلق کے نتیجہ میں احمدیت کے متعلق میرے بہت سے پہلے سے قائم شدہ تاثرات زائل ہوئے اور مجھے ایک لمبے عرصہ تک ان لوگوں سے متعلق ہونے کے نتیجہ میں ان اصحاب کو بھی اور ان کے معتقدات کا بھی بغور مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اور میں یہ برملا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں سے بھی متاثر ہوا اور ان کے اعتقادات کو بھی صحیح طور پر سمجھنے کا موقعہ ملا۔ یہاں میں یہ بھی اظہار کر دوں کہ یہ چند سطور نہ کسی لالچ میں اور نہ کسی فرمائش پر لکھی گئیں۔ یہ محض قول سدید کا تقاضا جانتے ہوئے لکھی گئیں۔

آخر میں ایک بات کہنا چاہوں گا۔ چونکہ اس گھر میں بار بار دعا پر زور دیا گیا اور مجھے بھی علاج کے ساتھ ساتھ دعا کرنے کی تلقین کی گئی اس لئے میں قارئین سے استدعا کرتا ہوں کہ مریضہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

بلا تبصرہ

حقیقت یا سراب

از ہفت روزہ مہارت لاہور

۲۵-۱۷ جولائی ۱۹۹۸ء جلد ۸ شمارہ ۱۹

77ء میں فوجی انقلاب آیا۔ ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم ہاؤس سے اٹھاکر پابند سلاسل کر دیئے گئے اور اقتدار جنرل محمد ضیاء الحق نے سنبھال لیا۔ جنرل صاحب نے عنایت خسروانہ کے وہ مظاہرے کئے کہ ذوالفقار علی بھٹو کی بدعنوانی بھی شرمندگی سے منہ چھپانے لگی مگر جنرل صاحب کی عطا و عنایت کے حقدار ٹھہرے وہ اسلام پسند طبقے جو ہر دور میں راندۂ درگاہ رہے، ضیاء الحق نے ایک طرف فوج کے افسروں اور جوانوں کو مراعات سے نوازا دوسری طرف انہیں کرپشن کے مواقع فراہم کئے گئے۔ علماء حضرات پر خزانے کے دروازے کھول دیئے، وہ لوگ جو ایوان صدر، وزیراعظم ہاؤس، جی ایچ کیو کے گیٹ سے لوٹا دیئے جاتے تھے ان پر اس اہم عمارت کے در وا کر دیئے گئے، نوازشات کا سیلاب آیا اور جو لوگ ذوالفقار بھٹو کی نوازشات کو اصراف اور قومی خزانے کا ضیاع کہتے تھے وہ ان نوازشات سے جی بھر کر ہاتھ رنگتے رہے۔ جنرل ضیاء الحق نے اسلام پسندوں کو حکومتی خزانے سے اس قدر نوازا کہ انہیں امیرالمومنین تک کہا جانے لگا۔ انہوں نے اپنے دور میں اسلام کی اس قدر رٹ لگائی کہ عام آدمی اسلام سے ہی بیزار دکھائی دینے لگا۔ مولویوں کو خوش کرنے کے لئے اسلام کے نام پر انسانی حقوق اور تعلیمات اسلام کے خلاف آئین میں ترامیم کرتے رہے، جس کے نتیجے میں ملک میں مذہبی تعصب کو فروغ ملا۔ فرقہ وارانہ تشدد اور مذہبی دہشت گردی میں اضافہ ہوا، جنرل ضیاء الحق اوپر سے اسلام اور پاکستان کو مضبوط و مستحکم کرنے کے دعوے کرتے رہے اور اندرون خانہ مذہبی تنظیموں، لسانی اور صوبائی جماعتوں کو پروان چڑھانے کے لئے سرکاری وسائل بے دریغ تقسیم کرتے رہے۔ وہ اس قدر ڈپلومیٹک شخصیت کے مالک تھے کہ ان کا دور اقتدار شاید آج بھی قائم رہتا اگر وہ فضائی حادثے میں جاں بحق نہ ہوگئے ہوتے۔

حقیقت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے عوام اور جمہوریت کا اس قدر مذاق نہیں اڑایا ہوگا جتنا ضیاء الحق نے اسلام کو تماشا بنایا۔ ان کی حرکتوں کی وجہ سے بیرون ملک اسلام اور مسلمانوں کا استہزا کیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق بھی بھٹو کی طرح دو عملی کا شکار رہے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ بھٹو عوام کے نام پر عوام سے دھوکہ کرتے رہے اور ضیاء اسلام کے نام پر اللہ اور عوام دونوں کو دھوکہ دیتے رہے۔ اپنے طویل دور اقتدار میں 85ء سے 88ء تک کے عرصے میں ضیاء الحق جمہوریت پر بھی مہربان ہوئے۔ اس عرصے میں انہوں نے مقدس ایوانوں میں کرپشن کا وہ بیج بویا جو قوم آج تک کاٹ رہی ہے۔ جنرل ضیاء کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سیاست، مذہب کے نام پر تقسیم در تقسیم کی، زندگی کے ہر شعبے میں کرپشن کو فروغ دیا۔ سرکاری خزانے کو باپ دادا کی جاگیر سمجھ کر کھایا، یہاں تک کہ شاعر، ادیب، صحافی اور علماء بھی نوازشات کی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھوتے رہے۔ اپنے پورے دور اقتدار میں ضیاء الحق نے اس تواتر سے جھوٹ بولا کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگا۔

اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر برکت دے

جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے